REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۶ شمارہ ۳۰

ایڈیٹر

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۴ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۴۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516-

Lt. Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Command Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH - 160012

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ وفاء (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت میں بذریعہ ڈاک ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ ○- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی وناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ آج مورخہ ۲۴ کو آندھرا و کرناٹکہ کی بعض جماعتوں کے دورہ کے بعد بخیریت واپس قادیان پہنچ گئے ہیں۔ آنحترم بحیثیت نمائندہ جماعت احمدیہ بھارت جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کی غرض سے مورخہ ۲۷ کو قادیان سے دہلی کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اس بابرکت روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے قادیان سے ذاتی طور پر مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال مع اہلیہ دہلی، مکرم سید سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ، مکرم چوہدری عبد السلام صاحب نائب ناظر تعمیرات مع اہلیہ عزیز نعیم احمد صاحب گجراتی اور عزیز انیس احمد صاحب گجراتی بھی عازم سفر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ...

۲۳ جولائی ۱۹۸۷ء | ۲۳ وفا ۱۳۶۶ ہش | ۲۶ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

فن سپیٹ (ہالینڈ) میں

مجالس خدام الاحمدیہ یورپ کے چوتھے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور بصیرت افروز خطابات

رپورٹ مرتبہ :- مکرم شعیب اکمل صاحب نیشنل معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس سال مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کو پہلی بار مجالس خدام الاحمدیہ یورپ کے چوتھے سالانہ اجتماع کا اہتمام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ یہ اجتماع مورخہ ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ رجون (احسان ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء) کو ہالینڈ کے قصبہ نن سپیٹ (جہاں جماعت کا نیشنل سنٹر بیت النور واقع ہے) سے چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک تعطیلاتی مرکز "دی پاس بیٹول" میں منعقد ہوا۔ جو قدآور درختوں سے گھرا ہوا ہے اور ہالینڈ کے سب سے خوبصورت قدرتی مناظر پیش کرتا ہے۔

انتظامات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظوری ملتے ہی مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے جگہ کا انتظام وانتخاب کیا پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ازراہِ شفقت اس منتخب جگہ پر تشریف لائے اور اسکی منظوری مرحمت فرمائی مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ نہایت محنت اور جانفشانی سے اجتماع کی تیاری میں گزارا۔ اجتماع کے لئے دو بڑے بڑے کھیل کے میدان کے علاوہ ایک وسیع وعریض ہال دو دفاتر اور ایک بہت بڑا باورچی خانہ حاصل کیا گیا ستر خیمہ جات برائے رہائش لگوائے گئے جس میں دس افراد فی خیمہ سونے کی سہولت تھی۔ گرم پانی کی سہولت سے آراستہ غسلخانوں اور بیت الخلاء کا انتظام کیا گیا تقسیم خوراک اور اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کے لئے الگ الگ خیمے لگوائے گئے اطفال الاحمدیہ کا خیمہ حضور پُرنور کی موجودگی کے دوران خواتین کے لئے استعمال کیا گیا۔ اجتماع ہال اور تمام راستوں کو الہامات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر تحریرات پر مشتمل بینروں سے سجایا گیا تھا۔ ہال کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جن میں جرمن بلاک انگلینڈ بلاک۔ ہالینڈ بلاک دیگر یورپین ممالک بلاک۔ ترجمانی بلاک شامل تھے۔ ہال میں لاؤڈ سپیکر۔ آڈیو اینڈ ویڈیو ریکارڈنگ اور فوٹو گرافی کا مکمل انتظام موجود تھا۔ ٹرانسپورٹ کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے مشن کی گاڑی کے علاوہ ایک ویگن کرائے پر لی گئی۔ اس کے علاوہ خدام کے تعاون سے ۲۰ کے قریب دوسری گاڑیاں مختلف اوقات میں استعمال کی گئیں۔ اجتماع ہال میں خوبصورت قالین بچھایا گیا ایک بڑا اور ایک چھوٹا اسٹیج برائے نماز قبلہ رُخ بنایا گیا۔ تمام شامل افراد کے لئے رجسٹریشن کا نظام ترتیب دیا گیا اور کارڈز بنائے گئے۔

بیت النور میں مہمانان خصوصی کے ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا۔ خدام کی سہولت کے لئے اسٹال لگائے گئے۔ ہالینڈ کے پریس کو دو سو اور دوسرے افراد کو پچاس دعوت نامے بھیجے گئے۔ ۱۰۰ کے قریب خطوط لکھے گئے۔ اور ۲۵۰ کے قریب ٹیلی فون کالز کی گئیں۔ ۲۵ ٹیلی کاس پیغامات بھجوائے گئے۔ ۱۵۰۰ فوٹو کاپیاں کی گئیں۔ ۱۰ یورپین ممالک کے جھنڈے نصب کئے گئے۔ مجالس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی۔ انگلینڈ اور بلجیم کے ایک سو سے زائد خدام نے انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دن رات ڈیوٹیاں دیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔

حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۸۷ء بروز بدھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باقی صفحہ ۱۱

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- عبد الرحیم وعبد الروف مالکان حمید ساری ہاؤس صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

خطبہ جمعہ

نصیحت کرنے والے میں بعض بنیادی خوبیاں ہونی چاہئیں

آپ معاشرے کو جھوٹ سے پاک کریں، اخلاق پیدا کریں اور لین دین کے معاملات کو درست کریں

پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کتنی تیزی کے ساتھ اور بھی زیادہ ترقیوں کی طرف بڑھنے لگے گی۔

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ر ہجرت (مئی) ۱۳۶۶ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبدالحمید صاحب غازی ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ حضور پرنور کا یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ ایڈیٹر

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج کا جمعہ تمام عالم اسلام میں خاص شان اور اہتمام کے ساتھ منایا جا رہا ہے اور حسن اتفاق سے اس جمعے کو دنیا کے اکثر ممالک میں

جمعۃ الوداع

قرار دیا جا چکا ہے۔ ورنہ اس سے قبل اختلافات ہو جایا کرتے تھے۔ اور بہت سے علماء بعض دوسرے علماء سے اس بات میں متفق نہیں ہوتے تھے کہ عید کب منائی جائیگی۔ خصوصاً جب تک عید کا چاند قریب نہ آجائے اُس وقت تک بعض علماء اظہار رائے سے بھی گریز کرتے تھے۔ اس لئے کسی جمعے کو جمعۃ الوداع قرار دینا بعید از قیاس تھا۔ لیکن یہ جمعہ اس لحاظ سے ایک امتیازی جمعہ بن جاتا ہے کہ ابھی مہینے کا فیصلہ تو ابھی پرانی طرز کے مطابق نہیں کر سکے لیکن جمعے کو جمعۃ الوداع قرار دے چکے ہیں۔

بہرحال دنیا والوں کے جمعہ کو جمعۃ الوداع قرار دینے سے تو اس جمعے کی حقیقت اور اس کی کیفیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ جمعہ جمعۃ الوداع ہے یا نہیں اس سے قطع نظر ایک بات بہرحال یقیناً اس جمعے کے متعلق کہی جا سکتی ہے کہ جتنی مساجد اس جمعہ پہ بھرتی ہیں اتنی مساجد اس سارے سال میں نہ پہلے بھرتی ہیں نہ بقیہ سال کے حصہ میں کبھی بھر سکیں گی۔ اور اس وقت ساری دنیا میں جہاں جہاں بھی مساجد موجود ہیں وہ کثرت کے ساتھ بھر چکی ہیں بلکہ لوگوں کو سما نہیں سکتیں۔ اس لئے باہر گلیوں میں یا صحنوں میں یا شامیانوں کے نیچے یا کھلی فضا میں، جہاں جہاں بھی کسی کو جگہ ملی ہے وہ آج عبادت کے لئے اکٹھا ہوا ہے۔

تو عبادت کی کثرت بھی اپنی ذات میں ایک برکت پیدا کرتی ہے۔ کثرت ان معنوں میں کہ عبادت کرنے والوں کی کثرت ہو جائے۔ اور کثرت کے ساتھ ایک قوت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اگر سارا عالم اسلام اس جمعہ کے دن خواہ اُن میں سے بہت سے ایک ہی دن اکٹھے ہونے والے ہوں۔ اکٹھے ہو جانے اور تقویٰ کی دعا مانگنے والا اسلام کیلئے اچھے نصیبوں کی دعا مانگنے۔ بدیوں سے پرہیز کی دعا مانگے تو مجھے یقین ہے کہ اس جمعہ کی دعائیں خصوصیت سے مقبول ہوں گی اور عالم اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی رحمتیں اور نئی برکتیں نازل ہوں گی۔ اور اُن کے مصائب دور ہوں گے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل کے زمانے میں نیکی کے معاملے میں بھی علماء کا اتفاق نہیں رہا۔ اور ایسے مقدس موقعے پر بھی بعض دفعہ خدا تعالیٰ سے اتحاد نیکی کی توفیق مانگنے کی بجائے افتراق کی تعلیم دینے والے موجود ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف جذبات کو ابھارنے والے موجود ہیں اور ایسے موقعے پر جتنا بڑا اجتماع ہو اتنا ہی بڑا نحوست کا موجب بن جاتا ہے۔ خدا سے برکتیں حاصل کرنے کی بجائے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو مانگنے والا بن جاتا ہے۔ اس لئے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے

ہمیں اس مقدس جمعہ کے دن زیادہ تر توجہ ایسی دعاؤں کی طرف دینی چاہئے جن کا سارے عالم اسلام سے تعلق ہو۔ اور وقتی طور پر اپنے دکھ بھول کر ان حیثیت الجماعت اسلام کے دکھوں کو پیش نظر رکھ کر اُن کے لئے خصوصیت سے دعا کرنی چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ تکلیفیں عالم اسلام سے ٹال دے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی اسلام ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جب میں عالم اسلام کہتا ہوں تو مراد صرف جماعت احمدیہ نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو بھی کسی رنگ میں بھی، اسلام کی طرف منسوب ہو رہا ہے۔ جو بھی توحید باری تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ کرتا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی پر ایمان لاتا ہے۔ ہر وہ شخص ایک وسیع تر تاریخ کی رُو سے عالم اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب میں کہتا ہوں عالم اسلام کے دکھ تو سارے عالم اسلام کے دکھ مراد ہیں۔ وہ ہر شخص کے دکھ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والا ہے۔ ان میں سب سے بڑے دکھ تو روحانی دکھ ہیں۔ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کا معاشرہ اس قدر تیزی کے ساتھ ظلم اور بدی کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے۔ اسی تیزی کے ساتھ انحطاط پذیر ہے۔ کہ جو لوگ احساس رکھتے ہیں وہ بار بار اس غم میں کڑھتے ہیں۔ خدا کے حضور گریہ وزاری اور دعائیں کرتے ہیں اور جہاں تک دنیاوی اصلاحی کوششوں کا تعلق ہے۔ بہت سی صورتوں میں اُن کی پیش نہیں جاتی بہت زیادہ بھیانک حالات ہیں۔ اس سے بہت زیادہ جو پچھلے سال آپ نے دیکھے تھے۔ دن بدن کیفیت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ ایک طرف بظاہر حکومتوں کی شوکتوں سے ایک اجتماع کی تصویر بھی کھینچ رہی ہے۔ بڑے بڑے منصوبے باندھے جا رہے ہیں۔ عالم اسلام کو اکٹھا کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اُن کی سیاسی وحدت کو، جو منتشر ہو چکی تھی اور جہاں تک اسلام کی ظاہری شوکت کا تعلق ہے اُسے بحال کرنے کے لئے، بڑی بڑی حکومتیں بہت وسیع منصوبے بنا رہی ہیں۔ اور اس میں زیادہ دلچسپی لے رہی ہیں۔ لیکن جہاں تک اُن کی کنہہ، اُن کی حقیقت کا تعلق ہے، اُن میں دنیا داری کے لئے دعا بتوں کے لئے کوشش، غیر قوموں میں نفوذ کے لئے کوششیں اور بعض حکومتوں کے اپنے اثر اور نفوذ کو بڑھانے کے لئے کوششیں یہی اس تمام اجتماعی جدوجہد کا ماحصل ہے۔ یہی خلاصہ ہے اس تحریک احیائے نو کا جب تک اسلام مسلمانوں کے رگ و پے میں پیوستہ نہ ہو جائے اُن کے خون میں داخل ہو کر دوڑنا نہ شروع کر دے۔ اس وقت تک فی الحقیقت اسلام کے لئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور

اسلام کی شوکت کا راز مسلمانوں کے تقویٰ میں ہے

اس طرف توجہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ایسی حکومتیں دیکھیں گے جنہوں نے اپنے نام اسلامی حکومتیں قرار دیدئے، جنہوں نے شریعت کو نافذ کرنے کی کوشش شروع کر دی، یہ الگ بات ہے کہ اُن کی شریعت کا تصور کس حد تک باقی علماء کے نزدیک اتفاق کے لائق ہے یا نہیں ہے۔ لیکن بہرحال نیکی کے نام پہ ایک کوشش دکھائی دے رہی ہے۔ اور خود ایسے ممالک بھی ہیں۔ جہاں اسلام کا چرچا بڑھ رہا ہے۔ یہی حکومت والے ساتھ یہ اعلان کرنے پہ بھی مجبور ہو رہے ہیں کہ بدن بدن دیانت بڑھ رہی ہے، ظلم بڑھ رہا ہے

سفاکی زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اخلاقی قدریں گر رہی ہیں۔ جو بدر سوم غریب ممالک میں پہلے نہیں تھیں، وہ اب ان غریب ممالک میں داخل ہو رہی ہیں پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ ڈرگ ایڈکشن (DRUG ADDICTION) (نشہ بازی - ناقل) بڑے بڑے ممالک کی عیاشی ہے۔ یعنی افیم قسم کی دوائیں، جو شراب کی طرح نشہ تو پیدا نہیں کرتیں لیکن انسان کی ذہنی صلاحیتوں کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اسی دنیا میں رہتے ہوئے، ابتداء میں وہ یہ تصور پیدا کرتی ہیں کہ آپ دنیا سے باہر بلند ہو گئے ہیں اور ایک ایسی دلکش فضا میں پہنچ گئے ہیں جہاں لذتیں ہی لذتیں ہیں اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔ یہ دوائیاں اس قسم کے نفس کے دھوکے پیدا کر کے اس کی عادت ڈال دیتی ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں چونکہ ابتداء میں یہ دوائیاں سستی ملتی ہیں اور عمداً دوا پھیلانے والے لوگ ان کو شروع میں سستا رکھتے ہیں، لیکن رفتہ رفتہ ان دوائیوں کو مہنگا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں حکومتیں ان کے خلاف قدم اٹھاتی ہیں اور ان کو دبانے کی کوشش کرتی ہیں، ویسے بھی اقتصادی قانون کے مطابق ان کی قیمتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ یہ برائی جب امیر ممالک میں بھی داخل ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں کثرت سے جرائم پھیل جاتے ہیں۔ کیونکہ امیر ممالک میں بھی ان ڈرگز (DRUGS) وغیرہ کو خریدنے کے لئے عام طور پر لوگوں میں استطاعت نہیں ہوتی۔ خصوصاً نوجوان طبقے میں، مالی لحاظ سے یہ استطاعت نہیں ہوتی کہ ڈرگز کی جتنی بھی قیمت بڑھتی چلی جائے وہ اپنی عادت کے مطابق انہیں حاصل کرتے چلے جائیں۔ چنانچہ چوری، ظلم، سفاکی، گھروں کے تالے توڑنا یا اچکوں کے طور پر بازاروں میں پھرنا، یا کسی غریب عورت کو پکڑ لیا، کسی بچے پر ظلم کر کے اس سے کچھ چھین لیا، یہ سب رجحانات جو اکثر آپ کو مغربی ممالک میں نظر آ رہے ہیں، ان کے پیچھے یہی ڈرگ ویلیوز (منشیات) کی بیماری کارفرما ہے۔ اور آپ اندازہ کریں گے کہ اگر غریب ممالک میں ڈرگز DRUGS کی عادتیں پھیل جائیں تو لازماً جب ان کی قیمتیں بڑھیں گی تو اس وقت یہ لوگ کس قدر پاگل ہو کر جرائم میں مبتلا ہوں گے۔

بہت سے ایسے اسلامی ممالک ہیں

جہاں ارادۃً بعض ظالموں نے ایک سوچی سمجھی سکیم SCHEME کے مطابق، ڈرگز کو عوام الناس میں جاری کیا ہے۔ وہاں نہایت ہی خوفناک حالات پیدا ہونے والے ہیں اور بعض ممالک میں تو یہ عادت اتنی پھیل چکی ہے کہ اگر حکومت کی تمام تر کوششیں اس کا قلع قمع کرنے پر مبذول ہو جائیں تب بھی وہ اب ان کو جڑوں سے اکھیڑنے کے قابل نہیں رہے۔ مافیاز (MAFIAS) بن چکے ہیں جن کے قبضہ قدرت میں سارے کا سارا ملک چلا گیا ہے۔ اس لئے یہ تو بہا دور ہے۔ اس سے جو صلاحیتیں تباہ ہونگی جو روحانی قدریں ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں گی، جو بد اخلاقی اس کے نتیجے میں ظاہر ہو گی۔ وہ اپنی جگہ۔ اور دوسروں پر جو ظلم ڈھائے جائیں گے وہ اپنی جگہ۔ ایسے ملک پھر اقتصادی لحاظ سے بھی زندہ رہنے کے قابل نہیں رہتے۔ ان کا سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ بہت بڑے بڑے ممالک میں اقتصادی معیار بہت بلند ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی اقتصادیات پر گہرا اثر پڑتے پڑتے وقت لگتا ہے۔ لیکن غریب ممالک پر بد اثرات بہت تیزی سے ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ تو صرف ایک پہلو کو دیکھ لیجیے تو عالم اسلام کے بہت بڑے حصے کو شدید خطرہ لاحق ہے اور بہت بڑا حصہ اس خطرے سے عملاً دوچار ہو چکا ہے۔

سفاکی اور ظلم ویسے ہی زیادہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ بظاہر ایک ملک اسلامی بن گیا ہے۔ نعرے اسلامی ہو گئے ہیں، ان کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کے اخبارات مسلمان ہو گئے۔ سب عنوان مسلمان ہو گئے ہیں لیکن اگر آپ واقعۃً دیکھیں تو بد دیانتی اور ظلم دن بدن حدود سے تجاوز کرتے چلے جا رہے ہیں۔ پہلے بھی ظلم کی کیفیت اچھی نہیں تھی۔ اور خدا کے عذاب کو بلانے والی تھی۔ لیکن اب تو بعض جگہ حالت بہت ہی خطرناک ہو گئی ہے۔ مثلاً

پاکستان سے آمدہ خطوط کے مطابق

بعض علاقوں کے حالات بہت ہی ہولناک ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں پولیس جھوٹے مقدمے درج کرنے کا ڈراوا دے کر پیسے بٹورا کرتی تھی جو بہت بڑا ظلم اور سفاکی ہے۔ لیکن اب ایک اور قباحت پیدا ہو گئی ہے کہ جس کو الزام لگا کر پکڑتے ہیں۔ اس کو شدید ٹارچر (TORTURE) (تعذیب) کرتے یعنی اذیت دیتے ہیں۔ اور اس اذیت کی حالت میں اس سے اس کے رشتہ داروں کو فون کرواتے ہیں کہ اگر تم نے اس شخص کو بچانا ہے تو اتنے پیسے دے دو ورنہ نہ صرف اسے مقدمہ کر کے خراب کریں گے بلکہ اس سے پہلے اسے جتنی اذیت دینی ممکن ہے۔ اتنی اذیت بھی دیں گے۔ اور بعض خطوں سے پتہ چلا ہے کہ پولیس نے مقدمہ اس وقت دائر کیا جب وہ شخص ٹارچر کی وجہ سے نیم پاگل ہو چکا تھا کیونکہ اس کے رشتہ دار پیسے نہ دے سکے۔

تو جس ملک میں ظلم اس حد تک پہنچ چکا ہو وہاں پھر آپ کی دعائیں بھی کیا کریں گی! کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے لئے خدا کی رحمت نازل نہیں ہوا کرتی بعض جرم ایسے ہیں جن کے نتیجے میں آپ مغفرت کی توقع ہی چھوڑ دیتے ہیں اور مظلوم کی آہ ایک ایسی آہ ہے جس کو حتمی طور پر قبول کرنے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے وہ دعائیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ ان میں ایک مظلوم کی دعا ہے اور وہ دعائیں ... جو نامقبول ہوں ان کے متعلق بھی خبر دی ہے بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مستجاب الدعوات کے متعلق بھی فرمایا کہ بعض ظالم ایسے ہیں جن کے متعلق میں تمہاری دعا بھی قبول نہیں کروں گا۔ آخر یہ آیت کیوں قرآن کریم میں نازل فرمائی گئی؟ یہ ہم جیسے انسانوں کے لئے ایک نصیحت اور سبق تھا۔ کہ اگر تم اپنے ساتھیوں کو بعض مظالم سے نہیں روکو گے۔ وقت پر نہی عن المنکر کا کام نہیں شروع کرو گے تو پھر ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ایسے موقعے پر کسی کی دعا بھی کام نہیں آئے گی۔ تو

جب قومیں مظالم میں حد سے زیادہ آگے بڑھ جاتی ہیں

تو خدا تعالیٰ کا غضب مقدر ہو جاتا ہے۔ پھر نیک سے نیک آدمی کی دعا بھی مقبول نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی گریہ وزاری کی تھی کیسی التجائیں کی تھیں۔ بلکہ قرآن کریم کے مطابق آپ نے جھگڑا شروع کر دیا، بحث کی کہ اس قوم کو ابھی کچھ اور مہلت ملنی چاہیئے۔ اس قوم کو معاف کر دے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے باوجود، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گریہوں کی خاطر محبت کا سلوک بھی کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض نہیں ہوا۔ لیکن ان کی بات نہیں مانی حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ اور کتنے ہی انبیاء میں جن کی دعائیں ظالموں کے حق میں نامقبول ہو گئیں۔ تو جماعت احمدیہ تقویٰ کے کسی بھی مقام پر ہو، خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیروں کو نہیں بدل سکتی۔ ان کو بدلنے کے لئے بعض وقت ہوتے ہیں اور بہت ساری صورتوں میں وہ وقت گذر گئے ہیں وہ اب ہمارے ہاتھ میں نہیں رہے۔ پانی سر سے گذر چکا ہے۔

"کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں کہ دعا ہے"
(برکات الدعا صفحہ ۶)

پیشکش: ہگلوب ربر مینوفیکچررس ۱۳ رابندرا سرانی، کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT.

تو حالات انتہائی مہیب اور خطرناک ہیں۔ اگر ان کی حق میں ضروری ہو اگر ان کی اس طرف توجہ ہی نہ ہو اور انسان اسی غم میں نہ گھلے تو دعا کا مقبول یا نامقبول ہونا ایک طرف دعا کی طرف توجہ بھی پیدا نہ ہو گی۔ لیکن ایک بات جس کی طرف میں آج آپ کو خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دعائیں نامقبول ہو جائیں گی اور انتہائی بد حالات ایسے ہیں کہ کسی قوم کے حق میں دعائیں نہیں سنی جائیں گی۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ دعائیں کی ہی نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ میں تمہاری یہ دعائیں سنوں گا۔ بعض ظالموں کے حق میں، میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا اگر تم نے ستر دفعہ بھی استغفار کرو گے تو میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی دعا نہیں چھوڑی فرمایا۔ اچھا میں ستر دفعہ سے زیادہ استغفار کر لیتا ہوں اگر مجھے پتہ لگ جائے کہ یہ دعا قبول ہو جائے گی تو میں اس سے بھی زیادہ دفعہ دعا کر لیتا۔ آپ کی دعائیں نہیں چھوڑیں۔

یہ دعائیں نامقبول نہیں ہوتیں ان معنوں میں کہ یہ دعائیں کرنے والوں کو لگ جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے

یہ دعائیں جماعت احمدیہ کیلئے مفید بن جائیں گی

اگر وہ ظالموں کے حق میں دعائیں کریں گے کہ اے اللہ انہیں معاف فرما انہیں مصیبتوں سے نجات بخش۔ تو بعض صورتوں میں تو فائدہ ہو بھی جائیگا کیونکہ ہر آدمی کی حالت ایک جیسی نہیں ہے ہر ایک کا ظلم مختلف معیار کا ہے۔ قوم مختلف مراحل میں سے گذر رہی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ دعائیں بالعموم نامقبول ہو جائیں گی۔ خدا کے بہت سے نیک بندے ایسے ہیں جن کی دعائیں خدا کے بندوں کی بھلائی کی خاطر قبول کی جاتی ہیں۔ لیکن جن کے حق میں نامقبول بھی ہوں ان کے متعلق بھی دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ دعائیں پھر دعا کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ اور بد دعا کا بھی یہی فلسفہ ہے۔ انبیاء اور نیک لوگوں کے خلاف بد دعائیں کرنے والے خود اپنی بد دعاؤں سے ہلاک ہو جایا کرتے ہیں اور ظالموں کے لئے دعائیں کرنے والے انہی دعاؤں سے خود بچتے ہیں۔ اور ان کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔ ان کو خدا کا قرب پہلے سے بڑھ کر نصیب ہونے لگ جاتا ہے پس جب ہم اس پہلو سے غور کرتے ہیں تو خدا کا یہ اعلان کہ میں دعا کو قبول کرنے والا ہوں شایانِ قبر دیتی۔ یہ ایک لحاظ سے اعلان مطلق ہے آپ اس میں کوئی بھی استثناء نہیں دیکھتے۔ ہاں یہ دعا کس کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ یہ فیصلہ خدا اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ بدبخت کی دعا اس کے خلاف قبول ہو جاتی ہے۔ اور نیک بخت کی دعا اگر بعض دفعہ بد بخت کے لئے بھی کی جائے تو نیک بخت کے اپنے حق میں مقبول ہوتی ہے۔ اس لئے دعا ضرور کرتی ہے،

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر ملک میں ایک جیسی حالت نہیں ہے بد سے بدتر ملک میں بھی شریف النفس لوگ موجود ہیں بہت سے لوگ ہیں جن تک ابھی بدیاں نہیں پہنچیں بہت سے لوگ ہیں جو کڑھ رہے ہیں جن کے دل جل رہے ہیں وہ کچھ کر نہیں سکتے حالانکہ وہ چاہتے ہیں کہ بدیاں دور ہوں۔ قطعی طور پر مسلمان میں نیکی موجود ہے اور بڑی بھاری تعداد عوام الناس کی ایسی ہے جو نہایت بد ملکوں میں رہنے کے باوجود بھی نیکی سے پیار ضرور رکھتے ہیں ان کے دل میں تمنا ہے کہ ہم نیک ہوں۔ اور ہماری حالت سدھر جائے۔ تو ایسے سب لوگ آپ کی دعاؤں سے فیض پائیں گے اور بڑی کثرت سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دعائیں عالم اسلام کے حق میں قبول ہوں گی۔ اور مختلف رنگ میں قبول ہوں گی۔ اس لئے جب میں دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں تو یہ سارے پہلو کھولنا چاہتا ہوں کہ میری کیا مراد ہے۔ بد سے بد قوم اور بد سے بد انسان کے لئے بھی،

دعا کرنا ہمارا فرض ہے

اور اس دعا میں کے لئے ہمدردی ہونا ضروری ہے ایک دوسرا پہلو ہے جسکو دعا کرتے والے کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے، منہ سے نکلی ہوئی ایسی دعا جو حلق سے نیچے سے نہ اٹھ رہی ہو۔ ایک میکینیکل پروسیس MECHANICAL PROCESS ہے ایسا عمل جس کے اندر جان نہیں کوئی روح نہیں۔ ہر دعا جو مقبول ہوتی ہے اس کے اندر روح ہونا ضروری ہے اور روح کے لئے نیک اعمال کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جب میں دعا کرنے کے لئے کہتا ہوں تو پہلی بات یہ ہے کہ روح کے ساتھ دعا کریں۔ اور اپنا جائزہ لیکر یہ بھی دیکھیں کہ اگر آپ کی دعائیں مقبول نہیں ہوتیں تو کون سی بدیاں ایسی ہیں جن پر آپ کو اصرار ہے۔ اور کون سی ایسی نیکیاں ہیں جن سے آپ محروم ہیں۔ اگر آپ اس طرف توجہ دیں گے تو اپنی دعا کی نامقبولیت کا شکوہ کرنے والے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ایسی دولت ہاتھ آجائیگی جس کے نتیجے میں ایسا عظیم الشان گر مل جائیگا کہ ان کی دعائیں دن بدن پہلے سے بڑھ کر مقبول ہونی شروع ہو جائیں گی۔ مگر آج یہ وقت نہیں ہے کہ آپ فوری طور پر اپنی اصلاح کریں، اپنی نیکیاں بڑھائیں اور اپنی بدیوں کو دور کر دیں۔

تو پھر آپ آج کیا کریں؟ یہ سوال ہے۔

میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ آپ ایک چیز کر سکتے ہیں۔ اپنے لئے دعا کرتے ہوئے، خدا کے حضور یہ نذر پیش کر دیں کہ میں اتنی بدیاں ضرور دور کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور فلاں فلاں نیکیاں حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ اس عہد کے بعد آپ کے ساتھ یقیناً غیر معمولی شفقت اور رحمت کا سلوک فرمائے گا۔ اور وہ نیکیاں جو ابھی آپ نے کی نہیں، ان کی ابھی سے جزا دینی شروع کر دے گا۔ کیونکہ خدا کے ساتھ بندے کے تعلق کے معاملات ہیں وہ عام دنیا کے معاملات سے مختلف ہیں اس لئے آج بھی اگر کوئی شخص، کسی جگہ یہ فیصلہ کرے کہ اے اللہ میں آج کے دن یہ فیصلہ کرتا ہوں۔ میں کمزور ہوں تو مجھے طاقت بخش کہ میں ان فیصلے پر قائم رہوں۔ لیکن میری نیت اچھی ہے۔ اس لئے میری دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دے۔ میں جو یہ کہہ رہا ہوں کہ۔

دعاؤں کی قبولیت کا اعمال صالحہ سے تعلق ہے

یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اچھے کلمات کو اعمال صالحہ رفعت بخشتے ہیں وہ کون سے اچھے کلمات ہیں؟ وہ سب سے اہم صفات باری تعالیٰ، ان کی حمد ہے۔ اس کے بعد درود شریف ہے۔ تیسرے نمبر پر دعائیں ہیں۔ ان تینوں چیزوں کو جو کلمات حسنہ شمار ہوں گی، عمل صالحہ رفعت بخشتے ہیں۔ مثلاً جس طرح ایک کمزور شخص کا پھینکا ہوا پتھر بمشکل ہاتھ سے اچھل کر نیچے گر جاتا ہے۔ اور جو بڑی قوت سے پتھر کو پھینکتے ہیں۔ وہ پتھر بڑا اونچا چلا جاتا ہے۔ اس طرح دعائیں کرنے والوں کی دعائیں ہیں، کوئی چلتی ہی نہیں اٹھتی اور گر جاتی ہے اس میں پرواز کی طاقت ہی نہیں۔ کچھ ایسے ہیں کہ ان کی دعاؤں میں پرواز کی ایسی طاقت ہے کہ وہ دل میں پیدا ہوتی ہے اور عرشِ الٰہی پر مقبول ہو جاتی ہے تو ان کے درمیان بہت سے مراحل ہیں، بہت سے مختلف درجات کے انسان ہیں۔ ہر انسان کو کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ وہ اپنی کچھ تو طاقت بڑھائے۔ اس لئے دعا کے ساتھ جو عمل صالح کا تعلق ہے۔ اس کو ضرور پیش نظر رکھیں اور آج چونکہ دعاؤں کا مخصوص دن ہے اور جمعے کا دن ویسے بھی مبارک ہوا کرتا ہے، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے بعد عصر تک، خاص طور پر دعاؤں کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے اور رمضان شریف کا جمعہ اور خصوصاً جمعۃ الوداع جو بڑی کثرت کے ساتھ منایا جا رہا ہو۔ اور جسے عبادت کرنے والوں کی کثرت کی برکت بھی اسے حاصل ہو جائے۔ اور وہ جمعہ جو آخری عشرہ کی ایسی تاریخ میں ہو جس کا لیلۃ القدر سے بھی تعلق ہے۔ تو یہ خاص دن ہے۔ اور جسقدر بھی ممکن ہے اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی جھولیاں بھر لیں۔

جہاں تک عمل صالح کا تعلق ہے میں چند باتیں خاص طور پر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کو دعا کی قبولیت کا لالچ دے کر میں نے سوچا کہ اس موقع پر دوبارہ تحریک کروں کہ یہ نیکیاں اختیار کریں اور ان بدیوں سے

ہیں۔ گذشتہ سال کے دوران بھی میں مختلف مواقع پر یہ کہتا رہا اور اس سے پہلے بھی یہ کہتا رہا۔ لیکن بعض چیزیں خصوصیت کے ساتھ ایسی ہیں جنہیں جماعت احمدیہ کو کوشش کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو کوشش کے ساتھ ترک کرنا چاہیئے۔ اور اُس کے نتیجے میں اُن کو دو طرح کی قوتیں نصیب ہوں گی۔ ایک دعائی قوت اور دوسرے اُن کی بات میں وزن پیدا ہو جائیگا۔ اور معاشرے کی اصلاح کے لئے جو اصلاح کا وزن ضروری ہے وہ اُن کو نصیب ہو گا۔ ورنہ اُن کی باتیں بیکار جائیں گی۔

نصیحت کرنے والے میں بعض بنیادی خوبیاں ہونی چاہیں۔

اگر وہ خوبیاں آپس میں پائی جائیں تو اُس کی نصیحت خواہ چھوٹی ہو اور سادہ ہو، اس میں وزن پیدا ہو جاتا ہے۔ اُس میں تبدیلی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ خوبیاں اُس میں موجود نہ ہوں تو خواہ وہ کتنی ہی ہوشیاری کی باتیں کرنے والا ہو یا اچھی امثال پیش کرے، تب بھی اُس کی بات میں وزن نہیں ہوگا۔ دکھاوے کا حسن پیدا ہو سکتا ہے۔ تو کبھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگوں کی بات چھوٹی سی بھی ہو، وہ دلوں میں حرکت پیدا کر دیتی ہے۔ بعض دفعہ بڑے بڑے عظیم الشان انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ میں نے پہلے بھی مثال دی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی نور اور تقویٰ بخشا تھا۔ اور آپ کی بات میں بڑا وزن تھا۔ لیکن جہاں تک آپ کی بات کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بات سے موازنہ کا تعلق ہے۔

ایک بڑی دلچسپ روایت ہے

ایک صاحب کے ایک شرابی دوست تھے۔ جو ویسے نیکی کے خواہشمند تھے اُن کے دل میں تمنا تھی کہ میرے دل میں تبدیلی پیدا ہو۔ انہوں نے خود مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے قادیان لے چلو۔ شراب میں نہیں چھوڑ سکتا میں اس کا اتنا عادی ہو چکا ہوں کہ جتنا چاہے زور لگاؤں، یہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتی۔ تو وہاں خدا کے نیک بندے بستے ہیں۔ ہو سکتا ہے اُن کے اثر سے میری یہ برائی چھٹ جائے۔ چنانچہ روایت کرنے والے صحابی اُن کو قادیان لیکر گئے اور پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اُن کو دیر تک سمجھاتے رہے اُن کو شراب کی برائیاں بتائیں اور نیکی کی تعلیم اور نیکی کی مثالیں دیں۔ لیکن اس کے باوجود جب وہ باہر آئے تو کہا کہ ابھی وہ بات نہیں پیدا ہوئی۔ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں لیکن ارادے کی آخری قوت پیدا نہیں ہو سکی۔ وہ صحابی اُن کو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پاس لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف چند مختصر کلمات کہے۔ مجلس برخاست ہونے پر جب وہ باہر نکلے تو اُس نے کہا کہ میری بدی کی ساری تمنا پر گویا موت آگئی ہے۔ اس خواہش سے دِل ٹھنڈا ہو گیا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے مجھے ایک نئی زندگی عطا ہو گئی ہے۔ اور وہ صرف چند کلمات تھے۔

تو اس لئے کلمہ کے اندر رفعت کا یہ بھی مضمون ہے۔ یعنی نیکی سے دو طرح کی قوتیں ملتی ہیں۔ ایک کلمے کا دُعا بن کر مقبول ہو جانا۔ ایک بندوں میں نصیحت بن کر مقبول ہو جانا۔ دو قسم کی رفعتیں نصیب ہوتی ہیں۔ اس لئے عمل صالح کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اُس کے بغیر کلمۂ حسن بنتا ہے نہ اُس میں کسی قسم کی رفعت پیدا ہوتی ہے نہ اُس میں رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ جو برائیوں کی باتیں خاص طور پر میرے پیش نظر ہیں جن کی اطلاعیں جب مجھے ملتی ہیں تو مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ اُن میں ایک جھوٹ ہے۔

جماعت احمدیہ کا جھوٹ سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہونا چاہیئے

اپنی باتوں میں سادگی اختیار کرنی چاہیئے۔ اور حتی الامکان جھوٹ کی ہر قسم سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ جھوٹ ہمارے بچوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ خاص طور پر بعض ممالک میں تو ویسے بھی جھوٹ کی بیماری عام ہے۔ انگلستان اور یورپ کے بعض دوسرے ممالک میں دوسری بدیاں کثرت سے ملتی ہیں لیکن جھوٹ بہت کم ملے گا۔ ان کی بدیوں کے اظہار میں بھی دراصل ایک سچائی پائی جاتی ہے اگر آپ اس کا بغور تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جو اپنی بیماریوں کو چھپاتے نہیں اس کا بھی سچائی سے ایک قسم کا ضروری تعلق ہے۔ یہ اپنی ہر برائی کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ گو یہ الگ مسئلہ ہے کہ ان برائیوں کو ظاہر کرنا بجائے خود جرم بن جاتا ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں جرم پھیلتا ہے اور بے حیائی عام ہوتی ہے۔ مگر اس کے پیچھے ایک سادگی، ایک سچائی ضرور ہے اور عام روزمرہ کی باتوں میں، اُن کو جھوٹ کی عادت ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ جب کسی کو پولیس پکڑ کر لے جاتی ہے، تو میں نہیں جانتا کہ کتنا جھوٹ بولتے ہیں عام طور پر بالکل صاف بات کرتے ہیں۔ اسی طرح افریقہ میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ وہاں جھوٹ کی بہت کم عادت ہے۔ اُن کی طرف سے مجھے جو خطوط ملتے ہیں اُن میں وہ ساری باتیں بڑی سادگی سے اور کھل کر بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی جرم کیا ہے تو سچائی کے ساتھ اس کا اقرار کرتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ باقی معاشرے کا کیا حال ہے لیکن افریقہ کے احمدیوں کے بارے میں میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن میں سچ بولنے کی عادت ہے۔ لیکن پاکستان، ہندوستان اور بعض دیگر ممالک ایسے ہیں جن کے معاشرے میں جھوٹ رچ بس گیا ہے۔ اس طرح کہ گویا مائیں بچوں کو دودھ میں جھوٹ پلا رہی ہوتی ہیں۔ ماں باپ بے تکلفی کے ساتھ گھر میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اور روزمرہ بچے کو جھوٹ کی تربیت دے رہے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چالاکی ہے یعنی جھوٹ کے ذریعے کچھ حاصل کر لینا، ہوشیاری اور ذہنی برتری ہے حالانکہ یہ حد سے زیادہ جہالت اور بیوقوفی ہے۔ اس سے انسان کا کیرکٹر تباہ ہو جاتا ہے اور وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ وہ نہ دین کا رہتا ہے اور نہ دنیا کا۔ جھوٹ ایسا ذلیل گناہ ہے کہ اگر آپ غور کریں تو

ہر گناہ اور ہر بدی کی جڑ جھوٹ میں داخل ہے

اور جھوٹے کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ جھوٹا خود اپنے آپ سے جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ اُس بیچارے کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ وہ ہے کیا! وہ اپنے متعلق نیکی کی فرضی باتیں تصور کر لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ وہ ٹھیک کام کر رہا ہے جھوٹ کے اندر اتنا ظلم اور اتنی تاریکی ہے کہ اسی لئے قرآن کریم نے جھوٹ کی برائی کو سب سے زیادہ مردود قرار دیا ہے۔ اسے شرک بھی قرار دیا ہے اور اس کے خلاف ہر طرح سے جہاد کیا ہے۔ اور اس کے متعلق یہاں تک فرمایا کہ یہ ہے ہی کوئی چیز نہیں اس کے اندر وجود کی کوئی بھی صفت نہیں پائی جاتی۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ٥ (اسرائیل: ۲۸) جھوٹ میں بزدلی ہے۔ ظلمتیں ہیں اس میں باقی رہنے والی کوئی بھی صفت موجود نہیں۔ خود مٹتا ہے اور قوموں کو مٹا دیتا ہے۔ یعنی جھوٹ کی حامل اقوام مٹ جایا کرتی ہیں۔ اس لئے جھوٹ سے پرہیز تو اتنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں آپ اپنے دوستوں کو جھوٹ بولتا سنتے ہیں۔ بعض دفعہ آپ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ مذاق کا جھوٹ ہے۔ مگر آپ ہرگز اسے مذاق نہ سمجھیں اور جھوٹ کو کسی قیمت پر بھی برداشت نہ کریں۔ آج کل الرجیز (ALLERGIES) کا زمانہ ہے یعنی الرجیز دریافت بہت ہو رہی ہیں اور الرجی بہت بری چیز ہے۔ لیکن اگر آپ ایک الرجی حاصل کر لیں تو یہ بہت ہی اچھی بات ہوگی، یعنی جھوٹ کے خلاف الرجک (ALLERGIC) ہو جائیں۔ جھوٹ سنتے ہی آپ کے اعصاب ٹوٹنے لگیں اور آپ سے برداشت ہی نہ ہو سکے۔ یہ ایک بہت ہی اہم چیز ہے اور مجھے یاد ہے کہ اس معاملے میں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جھوٹ کے خلاف واقعی الرجی تھی۔ آپ سے جھوٹ برداشت ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ بعض دفعہ بڑے بڑے لوگ جرم کر کے آتے تھے آپ اُن کی بات بڑے تحمل سے سنتے تھے ان کو سمجھاتے تھے اور غصے کا اظہار

نہیں کرتے تھے۔ مگر جہاں کسی نے اپنے نفس کا بہانہ پیش کیا اور کوئی جھوٹی بات کہدی۔ آپ کے غصّے کی انتہا نہ رہتی اور آپ برداشت نہ کر سکتے۔ بلکہ بعض لوگ حیران ہوا کرتے تھے کہ وہ "دل کا حلیم ہوگا" والی پیشگوئی کے مصداق ہو کر بھی اتنے غصّے کا اظہار کرتے تھے! لیکن اس میں تعجب والی کوئی بات نہیں۔ وہ "دل کے حلیم" ضرور اور یقیناً تھے لیکن جھوٹ کے خلاف سخت الرجک تھے۔ وہ جھوٹ کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور میں نے اکثر صورتوں میں یہی دیکھا کہ جہاں جھوٹ کا پہلو آیا وہیں آپ کا غصہ بڑھا۔ اور ان کا "دل کا حلیم" ہونا بھی سچ تھا کیونکہ غصّے کے اظہار کے بعد دل میں اُس شخص کے لئے ہمدردی بھی پیدا ہوتی تھی۔ اور اُس کی دلداری بھی فرماتے تھے۔ اور کئی رنگ میں اُس سے احسان کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

تو آپ بھی جھوٹ سے الرجی کی دعا مانگیں اور

معاشرے کو جھوٹ سے پاک کریں

جھوٹ کو برداشت نہ کرنے کی تکلیف محسوس کریں اور پھر جس طرح بھی ممکن ہو سمجھا کر، پیار سے، محبت سے، بعض دفعہ ناراضگی کا اظہار کر کے، دعائیں کر کے جھوٹ کی بیخ کنی کی کوشش کریں۔ یہ جہاد گھروں میں شروع ہوگا کیونکہ ہر گھر والا جانتا ہے کہ اس کے گھر میں جھوٹ پرورش پا رہا ہے۔ بیوی جھوٹ بولتی ہو تو وہ خاوند سے نہیں چھپا سکتی۔ ماں جھوٹ بولتی ہے تو وہ بچوں سے نہیں چھپا سکتی۔ باپ جھوٹ بولتا ہے تو وہ نہ بیوی سے چھپ سکتا ہے اور نہ بچوں سے۔ اس لئے گھروں کو اصلاح کا یونٹ (UNIT) بننا چاہیئے۔ اور ہر احمدی جس تک یہ آواز پہنچے، خواہ وہ عورت ہو یا مرد یا بچے ہوں، اُن کو جھوٹ کے خلاف جہاد کا علَم بلند کر دینا چاہیئے۔ اس ضمن میں بچے بھی ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے بچے ایسے ہیں کہ میں اُن کو دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب وہ بات سنتے ہیں تو اُسے قبول کرتے ہیں اور پھر اپنے بڑوں کو بھی نصیحت شروع کر دیتے ہیں۔ آج کل گھروں میں کیسٹ (CASSETTES) سننے کا رواج ہو رہا ہے۔ خطبات کی کیسٹ یا بعض دوسرے مضامین پر مشتمل کیسٹیں۔ بچے انہیں بڑے شوق سے سنتے ہیں اور بڑی بے قراری کے ساتھ کیسٹس کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کا کس حد تک نیک اثر پیدا ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ میں اس بات سے کرتا ہوں کہ کئی بچے مجھے خط لکھنے لگ گئے ہیں کہ ہمارے ابا کو جھوٹ کی عادت ہے ہماری ماں میں یہ عادت ہے دُعا کریں کہ ہمارے بڑے بھائی نماز شروع کر دیں۔ بعض بچے اپنے باپ اور اپنے بھائی کے پتے لکھتے ہیں کہ میں انہیں لکھوں کہ خدا کے لئے اب یہ کام نہ کریں کیونکہ ہمیں یہ بہت بُرا لگتا ہے۔ کیونکہ بچوں کی فطرت نسبتاً زیادہ صاف ہے اور خدا کے قریب تر ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اُن پر ان باتوں کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ تو میں پہلے بچوں سے مخاطب ہوں۔ جو بچے میری آواز سنیں گے براہِ راست یا کیسٹ کے ذریعے۔ وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ نہ ہم نے جھوٹ بولنا ہے نہ اپنے ماں باپ کو جھوٹ بولنے دینا ہے۔ اگر بچوں کی طرف سے نصیحت ہوگی تو کم از کم شرمندہ تو ہوں گے۔ کہ خدا نے بچوں کو ہمارے سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنے آپ کو بچوں کے سپرد کر دیا ہے! تو بچوں کی طرف سے جو نصیحت آتی ہے وہ بعض دفعہ کاٹتی ہے۔ اور چرکہ لگا کر بھی اثر پیدا کر دیتی ہے موٹی جلد والوں کو چرکہ لگانا پڑتا ہے۔ اس لئے بعض دفعہ بچے کی نصیحت یہ کام کر جاتی ہے۔

پھر بہنیں ہیں۔ وہ اپنے بھائیوں کو نصیحت کریں۔ بیویاں اپنے خاوندوں سے التجا کریں کہ خدا کے واسطے جھوٹ نہ بولو اور سر دست گھر کو تو چھوڑ دو۔ اور خاوند اپنی بیویوں کو نصیحت کریں۔ ان باتوں کا چرچہ کریں۔ مجالس میں جب مذاق کے طور پر بھی جھوٹ بولا جائے تو ہنسیں نہیں بلکہ ناراضگی کا اظہار کریں کہ یہ بڑی بے ہودہ بات ہے۔

جھوٹ کے خلاف آپ کا جہاد

آپ کی بات میں ایک خاص وزن پیدا کر دے گا۔ (مسلسل دیکھئے صفحہ پر)

تحریک دُعائے خاص

محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان جنہیں چند روز قبل دل کا شدید حملہ ہوا تھا کی حالت بدستور تشویشناک ہے۔ گردوں کے صحیح طور سے کام نہ کرنے کی وجہ سے چہرے کا ورم بڑھتا جا رہا ہے۔ قارئین سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضل سے معجزانہ قدرت نمائی سے مریضہ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

عید فنڈ

عید فنڈ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے قائم ہے۔ اگرچہ ابتداء میں اس کی شرح ایک روپیہ فی کس مقرر کی گئی تھی لیکن اب جبکہ احباب جماعت کی آمدنیاں بہت بڑھ چکی ہیں۔ اس فنڈ کو ایک روپیہ فی کس تک محدود رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ ہر فرد جماعت کو حسب توفیق عید فنڈ زیادہ سے زیادہ ادا کرنا چاہیئے۔ عید الاضحیہ قریب آ رہی ہے لہٰذا اس بابرکت تقریب پر احباب جماعت کو حسب توفیق عید فنڈ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ اس فنڈ میں جمع شدہ پوری رقم مرکز میں بھجوائی جائے۔ اس رقم میں سے مقامی ضروریات کے لئے خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر آن حافظ و ناصر ہے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

دُعائے مغفرت

(۱) خاکسار کی والدہ محترمہ سردار بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ولی محمد صاحب گجراتی درویش قادیان مورخہ ۲۳/۶/۸۷ کو صبح ۸ بجے بعمر ۶۵ سال مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

والدہ مرحومہ نیک اور صالحہ اور باہمت خاتون تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ ملنسار، ہمدرد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد سے دلی محبت رکھتی تھیں۔ اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ زمانہ درویشی کو خوش اسلوبی کے ساتھ گزارتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اسی روز ۱۱ بجے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کثیر تعداد احباب جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم امیر صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی۔ احباب جماعت سے میری والدہ مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور میرے والد محترم اور ہم سب بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار: بشیر محمد گجراتی قادیان

(۲)۔ مورخہ ۱۵ رجولائی ۱۹۸۷ء کو بمبئی میں محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (عرف شہزادی بیگم) اہلیہ مکرم بشیر محمد خان صاحب جو کہ موصیہ تھیں چند دن کی علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک اور صالحہ خاتون تھیں اور حیدرآباد دکن کے ایک پرانے احمدی خاندان سے تعلق تھا اپنے چچا مکرم سید بشارت احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر پرورش اور زیر تربیت رہیں۔

چونکہ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اس لئے اُن کے دونوں بیٹے عزیزم ناصر احمد خان و عزیزم فضل احمد خان صاحب بمبئی سے اُن کی نعش لے کر ۱۹ رجولائی کو قادیان پہنچے اور اُسی روز بعد نماز عصر اُن کی تدفین مقبرہ بہشتی میں عمل میں آئی۔ احباب مرحومہ کی مغفرت۔ بلندی درجات اور اُن کے لواحقین کے صبر جمیل کے لئے دعا کریں۔

(خاکسار شریف احمد امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اس سے آپ کی دُعاؤں کو بھی رفعت نصیب ہوگی اور آپ کے کلام کی تاثیر کو بھی رفعت نصیب ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ جھوٹ نہیں بولیں گے تو سچ بولیں گے۔ یعنی آپ جب بھی بولیں گے تو سچ بولیں گے۔ اور جب آپ سچ کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ حیران ہوں گے کہ سچائی کا سفر بھی ایک بڑا وسیع سفر ہے۔ صرف جھوٹ نہ بولنے کا نام سچائی نہیں۔ سچائی کے اندر بہت باریک مضامین داخل ہیں اور اس کے اندر بہت وسیع معانی ہیں جو تجربے سے معلوم ہوں۔ اور پھر بظاہر آپ سچے بن چکے ہونگے مگر مختلف مراحل پر آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ اتنے سچے نہیں بنے تھے کہ یہاں بھی سچائی کو قائم رکھ سکیں۔ انسان پر ابتلاء کے مختلف ادوار آتے ہیں۔ اور بعض مواقع پر انسان کو فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اگر میں یہاں سچ بولوں گا تو یہ نتیجہ نکلے گا اگر جھوٹ بولونگا تو یہ نتیجہ نکلے گا۔ عام حالات میں کوئی شخص سچا بھی ہو تو بعض ایسے مراحل پر آکر وہ محسوس کرتا ہے کہ اُس میں سچائی کی اتنی طاقت پیدا نہیں ہوئی کہ اس مرحلے پر بھی وہ سچائی کے ساتھ چمٹا رہ سکے۔ تو مختلف مراحل پر سچائی کے امتحان بدلتے رہتے ہیں اور انسان محسوس کرتا ہے کہ کس حد تک حقیقت میں وہ سچا تھا اور کس حد تک حقیقت میں سچا نہیں تھا۔ تو یہ بڑا وسیع سفر ہے اور صرف یہ کہدینا کہ جھوٹ نہ بولو۔ کافی نہیں سچائی کا مضمون ایک مثبت مضمون ہے۔ اسی لئے جب اللہ تعالےٰ انبیاء کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ صدیق تھے تو وہ اور معیار کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ نبی کو صدیق کہنا سچائی کی اتنی عظیم الشان تعریف ہے کہ عام انسان عام حالات میں اُس کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ سچائی ہوتی کیا ہے! اس لئے یہ

بہت ہی بڑا وسیع سفر

ہے۔ اس لئے کبھی دُعائیں کریں گے' منت کریں گے' اپنی نظر کو تیز کریں گے' غور کی عادت ڈالیں گے تو رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو سچائی کی گہرائی نصیب ہونا شروع ہو جائے گی۔ آپ سچائی کی وسعتوں سے واقف ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور جب یہ سچائی ایک مومن کو' ایک روحانی سفر سے دوسرے روحانی سفر کی طرف لیجانا شروع کرتی ہے۔ تو یہ بھی رفعت کی ایک تعریف ہے کہ عمل صالح کلمہ کو رفعت پہنچاتے ہیں۔ اور کلمہ کی رفعت سے مراد مومن کی اپنی ذات کا رفعت بھی ہے۔ کیونکہ مومن بھی ایک کلمہ ہے۔ اس لئے واقعہ یہ ہے کہ سچائی کے نتیجے میں انسان کا مرتبہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ انسان کا مقام بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اُس کو نئی عظمتیں نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ رفتہ رفتہ اپنے گردوپیش سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تو سچائی کا سفر بھی ایک ایسا سفر ہے جس کو کوشش کی ڈیلیبریٹ (CONSCIOUS) (ہوشمندی کے ساتھ) اس بات کو پیش نظر رکھ کر اختیار کرنا ہے کہ ہم نے سچائی کے مختلف پہلوؤں کو دریافت کرنا ہے کہ سچائی ہوتی کیا ہے؟ اس سے پیار کرنا ہے اس سے محبت کرنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنی ہے کہ خدا ہمیں سچائی کے بلند تر معیار نصیب فرماتا رہے۔

یہ دو باتیں تو بنیادی ہیں۔ ان دو باتوں کے درمیان اور بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ان سے تعلق ہے' ایک چیز دوسری چیز پر اثر ڈالنے والی ہے۔ میری مراد ہے۔

تمام اخلاقِ حسنہ

روز مرہ کی گفتگو میں انسان کے اندر شائستگی پائی جائے' حوصلہ پایا جائے۔ چھوٹی اور اوچھی باتیں نہ کرے۔ کمینی باتوں پر خوش نہ ہو۔ ایک دوسرے کے اوپر فوقیت حاصل کرنے کی تمنا اس رنگ میں نہ ہو کہ انسان دوسرے پر اپنی بڑائی جتانا شروع کر دے۔ ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی ایک تمنا تو وہ ہے جس کا خدا ہمیں حکم دیتا ہے۔ اس لئے میں کچھ تھوڑا سا رک کر آگے بڑھتا ہوں۔ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔ (واقعہ: ۱۱) اُن کا ذکر فرماتا ہے کہ کیسے کیسے پیارے خدا کے بندے ہیں۔ سابقت لے جانے والے' ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے۔ پس نیکیوں میں آگے بڑھنے والے وہی ہیں جو ایک دوسرے پر فوقیت اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اُس فوقیت کو تکبّر میں تبدیل نہیں ہونے دیتے اور اُس فوقیت کے نتیجے میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر تمسخر نہیں کرتے۔ اُن کا مذاق نہیں اُڑاتے اُن کو اپنے سے نیچا اور گھٹیا نہیں سمجھتے۔ اُن کی تذلیل نہیں کرتے۔ یہ جو فوقیت کا تصور ہے کہ میں دُنیا کی نظر میں بڑا ہو جاؤں خواہ خدا کی نظر میں چھوٹا ہی رہوں' یہ وہ خطرناک چیز ہے جو اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں بھی' جو اخلاق ہیں' اُن کا سفر بھی' جیسا کہ میں نے جھوٹ کے خلاف جہاد کے متعلق کہا تھا' گھروں سے شروع ہوگا۔ اگر گھروں میں بد اخلاقیاں ہو رہی ہوں تو جو بچے ان گھروں میں پل کر جوان ہوتے ہیں وہ خوش اخلاق بن ہی نہیں سکتے۔ اکثر قوموں کے اخلاق بگاڑنے والے اُن کے ماں باپ ہیں۔ اگر گھروں میں ماں اور باپ کا آپس کا معاملہ بدخلقی پر مبنی ہوگا تو یقین کریں کہ وہ نسل لازماً بد خلق ہو جائے گی جو ایسے گھروں میں پل رہی ہے۔ اُن سے خیر کی توقع کی ہی نہیں جاسکتی' ان معنوں میں کہ عمومی قانون ہے جو کارفرما ہوگا۔ لیکن ان معنوں میں بھی استثناء ہو سکتے ہیں۔ کہ خدا ظلمتوں میں سے روشنی نکال دیتا ہے۔ بدوں کے گھروں میں نیک پیدا کر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے تو بعض سعید فطرت بچے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو بداخلاقیوں کے گھر پلیں اور صاحبِ اخلاق ہوں۔ لیکن بالعموم یہی ہوتا ہے کہ بعض ماں باپ گھروں میں اپنی اولاد کو ایسی صورتوں میں بھی بدخلق بنا رہے ہوتے ہیں جب اُن کو اخلاق کی نصیحت کر رہے ہوتے ہیں۔ اُن کی زندگی میں دوئی۔ تضاد پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے بچوں سے اعلیٰ اخلاق دیکھنا چاہتے ہیں مگر بچوں کے سامنے جو نمونہ رکھتے ہیں وہ بد خلقی کا ہوتا ہے۔ اس لئے بچے اُن کی بات ماننے کی بجائے اُن کے عمل کا اثر قبول کر رہے ہوتے ہیں۔

گھر میں ہر وقت فتنہ فساد' گالی گلوچ' بیوی خاوند کے خلاف بول رہی ہے' خاوند گھر میں آیا تو بیوی نے ہاتھ میں کچھ چیز اُٹھالی اور غصے کی باتیں شروع کر دیں۔ اتنی دیر کہاں رہے! ہزار قسم کی بکواس شروع ہو جاتی ہے۔ کہ اس کے نتیجے میں زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے گھروں کا تصور پیش فرمایا کہ تاکہ تمہیں سکینت نصیب ہو۔

تمہارے لئے گھر طمانیت کی آماجگاہ ہو

اور لوگ اپنے گھروں کی ایسی کیفیت بنا دیتے ہیں کہ اگر انہیں سکینت کہیں ملتی ہے تو گھر سے باہر ملتی ہے۔ اُن کے لئے گھر کا تصور ہی مصیبت بنا ہوا ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ بعض بیویاں اپنے خاوندوں کا انتظار کریں اُن کو یہ خوف لاحق ہو جاتا ہے کہ کب خاوند گھر آئے اور مصیبت شروع ہو گی۔ بعض خاوند بجائے اس کے کہ یہ سوچیں کہ ہم بیوی کی طرف لوٹیں گے اور دُنیا کے دھندے چھوڑ کر گھر میں سکینت حاصل کریں گے' وہ ڈرتے ہیں کہ جونہی گھر میں آئیں گے' گالی گلوچ شروع اور مصیبت برپا ہو جائے گی۔ خواہ مخواہ' پاگلوں اور بیوقوفوں کی طرح اپنے گھروں کو خود جہنم بنا رہے ہیں۔

بد اخلاقی بہت ہی بُرا گناہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ بد اخلاق کے متعلق میں جنّت کا تصور نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے جس جنّت کی خبر دی ہے اُس کا بدخلقی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہاں تو سلام ہی سلام ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس جنّت کے لئے اس دُنیا میں آپ کو سلامتی کی پریکٹس کرنی پڑے گی۔ اُس کی رضا کے لئے سلامت ہونا اور دوسرے کو سلامتی دینا' یہ صفت آپ کو اپنے اندر پیدا کرنی پڑے گی۔

اس لئے جنت کے متعلق یہ خیال کہ سلامتی کو توڑنے والے، بدخلقی کرنے والے، ایک دوسرے کے خلاف زبانیں دراز کرنے والے جنت میں جائیں گے، یہ واہمہ ہے۔ اگر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ پہلے اُن کی اصلاح فرمائے گا۔ اُن کو ایک لمبے دور سے گذارے گا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن بدخلقی اور روحانیت میرے نزدیک اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعے نے مجھے تو یہی سمجھایا ہے کہ اگر کچی روحانیت ہے تو اخلاق کی اصلاح ضروری ہے۔ اخلاق اچھے ہیں تو روحانیت کی تمنا رکھنی چاہیئے۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں جو اہم فلسفہ بیان فرمایا ہے اسلام کی اصلاح کا۔ وہ یہی ہے کہ اسلام پہلے انسان بنانا سکھاتا ہے۔ اُس کے بعد پھر اگلے مراحل کی طرف سفر نصیب ہوتا ہے۔ گندے کپڑے پر رنگ نہیں چڑھتا۔ اُس کو پہلے دھونا اور صاف کرنا پڑتا ہے۔ تب جاکر اُس پر رنگ چڑھتا ہے۔

رمضان شریف اس معاملے میں ہماری بہت مدد کرتا ہے

ہمارے بہت سے بدخلقی کے گند رمضان کی آزمائش میں سے گذرتے ہوئے تجھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت اچھا وقت ہے کہ آپ اخلاق پر زور دیں اور بدخلقی اور بدزبانی کی جو عادتیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں اُن کے خلاف ایک جہاد شروع کریں لیکن بدزبانی کے ساتھ نہیں بلکہ محبت پیار اور نرمی کے ساتھ۔ آپ جب بھی گھر میں بلاوجہ شور دیکھیں، مثلاً بہن بھائی سے خواہ مخواہ اونچی آواز میں بات کر رہی ہے جبکہ بات نرمی سے بھی ہو سکتی ہے۔ یا کوئی ماں بلاوجہ بلند آواز میں بات کر رہی ہے۔ تو آپ خوش خلقی کے ساتھ اس کا سدِ باب کرنے کی کوشش کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ بعض دفعہ تو ان اونچی آوازوں سے ہی انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ خواہ مخواہ وقت بے وقت، چیخوں کی آوازیں، ایک دوسرے کے خلاف حملے، ایک دوسرے سے چڑ کر بولنا۔ ایسے گھروں میں جنت کہاں سے ملے گی؟ اور جن کو یہاں جنت نہیں ملی، اُن کو اگلی دُنیا میں جنت کہاں ملے گی؟ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل: ۷۳) خدا فرماتا ہے جو اس دُنیا میں اندھا ہے اُس نے اُس دُنیا میں بھی اندھا ہی اُٹھنا ہے۔

اس لئے اپنے گھروں کو جنت بنانا سیکھیں۔ اگر آپ جھوٹ کا قلع قمع کر دیں۔ اگر پاکیزہ سچائی کی عادت ڈالیں جو ہر مرحلے سے گذر کر زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اگر آپ اعلیٰ اخلاق پیدا کریں اپنے گھروں میں۔ اور چوتھی چیز یہ کہ لین دین کو درست کریں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا آغاز باہر سے ہوگا۔ گھروں کی بجائے۔ کیونکہ میں نے عموماً دیکھا ہے کہ جو لوگ لین دین کے معاملے میں باہر گندے ہوتے ہیں وہ اپنے گھر اس بات کی اطلاع نہیں کرتے۔ جب اُن کو پکڑا جاتا ہے تو اُن کی بیوی اور بچے حیران رہ جاتے ہیں کہ اتنا نیک شخص ہے جس کے خلاف جماعت ایکشن لے رہی ہے۔ فلاں نے اُس کے خلاف مقدمہ کر دیا اور اُس بیچارے مظلوم کو خواہ مخواہ گھسیٹا جا رہا ہے۔ کیونکہ باقی باتیں تو وہ نہ بھی چھپا سکے عموماً اکثر مرد اپنی بددیانتی ضرور چھپا جاتے ہیں اور وہ گھر میں بتاتے ہی نہیں کہ وہ باہر کس قسم کی شیڈی SHADY ڈیلز DEALS (مشکوک کاروبار) کر رہے ہیں۔ اور اُن کی کمائی کے کس قسم کے ذریعے ہیں۔ چنانچہ اُن کی بیوی اور بچے اُن کو بہت ہی نیک اور محنتی اور پارسا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ جہاد باہر سے کرنا پڑے گا۔ سارے نظام جماعت کی ہر شاخ کو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے۔

لین دین کے معاملے

میں جو شخص گندہ ہے، جو کسی کا پیسہ لے کر نکلنا چاہتا ہے، پہلے تو شراکت کرتا ہے اور اس کو بڑے بڑے وعدے دیتا ہے۔ آغاز ہی سے اُس کی نیت کے اندر بددیانتی کا فتور داخل ہوتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ اُس کے بعد کے حالات بددیانت بناتے ہیں۔ حقیقۃً جب بھی شراکتوں میں بددیانتی ہوتی ہے آپ دیکھیں گے کہ کسی نہ کسی شخص کی نیت میں یہ فتور تھا۔ وہ شروع میں نرم ہو کے چلتا ہے۔ آہستہ آہستہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے اور اپنے پر پرزے نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ اور بعض معصوم لوگوں کو لوٹ لیتا ہے۔ خاص طور پر باہر سے کمائی کرکے ہمارے باہر سے پاکستان جانے والے احمدی ہیں، اُن کو اس معاملے میں اپنی بہت ہی فکر کرنی چاہیئے۔ وہ بہت محنت سے روپیہ کماتے ہیں۔ جب وہ وہاں جائیں گے تو بعض لوگ نیکی کا لبادہ اوڑھ کر اُن سے ملیں گے اور اُن کو نیک مشورے دیں گے کہ فلاں کام میں بڑی برکت ہے اور بڑا فائدہ ہے کہو تم تمہارے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور یہ کام کروا دیتے ہیں۔ اور بہت سی صورتوں میں ایسے بیچارے لوگ اپنی ساری عمر کی کمائی ایسے ظالموں کے ہاتھوں میں گنوا دیتے ہیں۔ اور بعد میں پھر خط لکھتے رہ جاتے ہیں کہ ہم ربوہ گئے تھے اور سمجھے تھے کہ یہاں سارے ہی پارسا بستے ہیں۔ ہم لاہور گئے تھے وہاں جماعت کا ایک عہدیدار جس کے متعلق ہم وہم بھی نہیں کر سکتے تھے، ہمارا سب کچھ کھا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میرے ذہن میں ربوہ یا لاہور کے کسی شخص کا نام نہیں۔ یہ دونوں جماعتیں یہ نہ سمجھیں کہ میں اُن پر کوئی واضح طور پر حملہ کر رہا ہوں۔ میری مراد ہے صرف مثال کے طور پر۔ بعض لوگ بظاہر اچھے نظر آتے ہیں اور اُن میں بعض خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں بعض لوگ ایسے ہیں جن میں بدیاں اور خوبیاں مل جل کے رہتی ہیں اور یہ فیصلہ تو بعد میں خدا نے کرنا ہے کہ اُن کی بدیاں غالب تھیں یا نیکیاں غالب تھیں۔ لیکن جماعت کا عہدیدار بھی ہو۔ اُس کی ذات میں بھی یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ لین دین کے معاملے میں خراب ہو۔

تو جہاں تک لین دین کا تعلق ہے اس میں پیدا شدہ خرابیوں کے خلاف دو طرح سے جہاد کرنا ہے۔ ایک خود احتیاط کرکے۔ جتنی بیوقوف کوئی قوم ہو گی اتنا ہی لوگ اُسے اور بیوقوف بنائیں گے۔ طبیعتوں میں جتنی زیادہ بے احتیاطی پائی جائے گی اُتنا زیادہ، لوٹنے والوں کے لئے ایسے بے احتیاط لوگ نوالہ تر ثابت ہوں گے۔ لہذا اپنے پیسے کے معاملے میں احتیاط کریں۔ تمام امکانی احتیاطیں اختیار کریں اور اپنی عقل اور فہم کے مطابق سارے ذرائع بروئے کار لائیں۔ اور صرف اس وجہ سے کسی پر اعتماد نہ کریں کہ فلاں شخص نیک ہے۔ اس طرح آپ کے پیسے کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ قرآن کریم نے فَاكْتُبُوْهُ..... (البقرہ: ۲۸۳) کا جو حکم دیا ہے اُس میں یہ شرط ہی نہیں رکھی کہ مشکوک کردار والے سے سودا کرو تو لکھ لیا کرو اور نیک شخص سے لین دین یا سودا کرو تو نہ لکھا کرو۔ قرآن کریم نے ایک بنیادی تجارتی اُصول پیش کر دیا ہے۔ فَاكْتُبُوْهُ ...... میں صرف لکھنا مراد نہیں ہے۔ اُس زمانے میں جبکہ لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ قرآن کریم میں خدا کا یہ حکم بتاتا ہے کہ غیر معمولی احتیاطوں کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لین دین میں بات پکی کر لیا کرو۔ کتاب سے مراد صرف لکھنا نہیں ہے۔

کتاب سے مراد فرض بھی ہے اور بات کو پختہ کرنا بھی

ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ..... (المجادلہ: ۲۲) یہاں خدا نے قلم سے تو نہیں لکھا ہوا۔ کتب کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پکی بات کر لی ہے۔ اٹل بات ہے۔ تو فرمایا کہ جب تم تجارت کرو تو احتیاطوں کو بہت پختہ کر لیا کرو۔ اور بظاہر کسی کو نیک دیکھ کر احتیاط کے تقاضوں کو نظر انداز نہ کیا کرو۔

لیں جس سوسائٹی میں احتیاط زیادہ ہو گی وہاں لین دین میں بددیانتی کا جرثوم طبعی طور پر پرورش نہیں پا سکتا۔ بعض جسموں میں بکٹیریا (BACTERIA.) (جراثیم) زیادہ سرعت کے ساتھ پھیلتے ہیں۔

بعض جسم مقابلہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ تو پہلا کام یہ کرنا ہے کہ ساری جماعت ان بدیوں کا مقابلہ کرنیوالی ہے۔ قرآن کریم نے جو کتابت کا حکم دیا ہے اُس کے ہر پہلو کو جماعت پورا کرے۔ جہاں لکھنا ضروری ہے وہاں لکھے۔ جہاں پختگی پیدا کرنے کے اور ذرائع اختیار کرنے ضروری ہیں وہ ذرائع اختیار کرے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہیں جو اگر لین دین کرنے سے پہلے مجھے خط لکھ دیتے تو میں اُن کو بتا دیتا کہ آپ نے ہرگز یہ کام نہیں کرنا۔ مگر بعد میں بتاتے ہیں کہ یہ ہو گیا حالانکہ وہ ایسی چیزیں ہیں کہ اگر نظری طور پر بھی میرے سامنے آتیں تو میں بتا دیتا۔ بعض دفعہ ایک خط کی تمہید میں جب میں پڑھتا ہوں کہ فلاں شخص سے ہم نے یہ سودا .... تو اُسی وقت خطرے کا الارم بج جاتا ہے اور میں کہہ دیتا ہوں کہ اگر یہ سودا کر لیا ہے تو بیچارے مارے گئے۔ اور بسا اوقات پھر اُنہوں نے یہ اطلاع بھی دی کہ ہم نے یہ سودا کیا اور مارے گئے۔ تو جب خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ میں آپ کو خلافت عطا فرمائی ہے اور جب میں خلافت کہتا ہوں تو میری مراد اُس سارے نظام سے ہے جو خلافت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ نظام جماعت ہے، ایک دوسرے کو صحیح اطلاعیں دینے کا رابطہ ہے۔ اور بہت سے فوائد ہیں جو آپ نظامِ خلافت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تو دوسرا طریق یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہے۔

آپ نظام کی ان تمام سہولتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔

اور ویسے بھی اگر کوئی نئی تجارت یا نیا کام کرنا ہے تو جب آپ عموماً دُعا کے لئے لکھتے ہی ہیں تو ساتھ کچھ تفصیل بھی لکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ذہن میں یہ سکیم ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے وقت پر اُن کو روک دیا کہ یہ کام نہیں کرنا۔ بعد میں پھر اُن کا خط آیا کہ الحمدللہ بروقت مشورے کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اُن کو بچا لیا۔ ورنہ بڑا ابتلاء پیش آجانا تھا۔ تو دُعا کے لئے بھی لکھیں اور ساتھ ہی کچھ تفصیل بھی بتا دیا کریں۔ اور اگر کہیں چھان بین کی ضرورت ہے تو امیر جماعت سے رابطہ کریں یا نظارتوں سے رجوع کریں۔ اور براہ راست مجھے بھی لکھ سکتے ہیں اور میں تحقیق کروا سکتا ہوں۔ تو جس حد تک ممکن ہے یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے اب اپنے اندر ان بدبخت جراثیم کو پلنے ہی نہیں دینا۔ اور اپنا دفاع مضبوط کر لینا ہے۔ اگر جسم کا دفاع مضبوط نہ ہو تو جراثیم کش دوائیں بھی کام نہیں دیتیں۔ بنیادی طور پر یہ آپ کا دفاع ہی ہے جو کام دیتا ہے۔ ایڈز AIDS کی بیماری کیا ہے؟ یہی ہے کہ جسم کا دفاع ناکام ہو چکا ہے۔ اب آپ لاکھ پینسلین (PENCILIN.) دوا استعمال کریں یا MYCINE وغیرہ دوسری جراثیم کش دوائیاں جسم میں داخل کر دیں۔ اُن سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جب جسم نے ہی ساتھ دینا اور دفاع کرنا چھوڑ دیا ہے تو کوئی بیرونی مدد فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس اگر جسم کا دفاع مضبوط ہو جائے تو بغیر دواؤں کے، بعض دفعہ شدید سے شدید خطرناک امراض کو مغلوب کرنے کی جسم میں طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایک جہاد تو آپ نے یہ کرنا ہے۔

دوسرے نظام جماعت کو ایسے لوگوں کو پن پوائنٹ (PINPOINT) یعنی نظر میں رکھ لینا چاہیئے جن سے بعض دوسروں کو خطرہ ہے۔ اور اُن کے لین دین کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ تحقیق کرنی چاہیئے۔ صرف فیصلوں کے لئے نہیں بلکہ پیش بندی کے لئے بھی۔ بعض لوگوں کے متعلق اُمراء جماعت کو پتہ ہوتا ہے کہ ان سے خطرہ لاحق ہے۔ اُن کے متعلق ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ جماعت باخبر ہو جائے اور جن کو اُن کے شر سے محفوظ رکھنا مقصود ہو، اُن کو محفوظ رکھا جائے۔ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں بعض احتیاطوں کی بھی ضرورت پڑے گی۔ یعنی ایک امیر کی طرف سے کسی شخص کے متعلق یہ مشہور کر دینا کہ وہ بدکردار ہے یا لین دین میں صاف نہیں۔ یہ بھی مناسب بات نہیں ہے۔ کئی موقعوں پر اس سے زیادتی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ پہلے اپنی تحقیق کو پختہ کریں اور اس کے بعد اگر کوئی مشورہ مانگنے والا آئے تو اُس کو بتائیں کہ اس پختہ تحقیق کے نتیجے میں اُس نے یہ بات کہی تھی۔ اور بس۔ آگے آپ کی مرضی ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ چاہے تو لین دین کریں اور چاہے نہ کریں۔ اور

اگر جماعت میں اس انتظام کو رواج دیا گیا

کہ سب لوگ مشورے کریں، ذاتی تجارتوں کے معاملے میں بھی اور لین دین کے معاملات میں بھی۔ اور بعض لوگ جماعت کی نظر میں ہوں کہ وہ خطرناک ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے، اُس کے نتیجے میں جماعت بہت سی مصیبتوں سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ اگر لین دین کے معاملے میں گندگی ہو تو جو ساری پچھلی باتیں ہیں وہ ساری زائل ہو جاتی ہیں۔ نہ جھوٹ سے نجات مل سکتی ہے نہ سچائی حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ اخلاص حاصل ہو سکتے ہیں۔ صرف ریاکاری حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اکثر دھوکا دینے والے دو قسم کے اخلاق رکھتے ہیں۔ ایک پہلے کا خُلق اور ایک بعد کا خُلق۔ معاملہ کرنے سے پہلے انتہائی نرمی کے ساتھ، ایسی ایسی پیار کی باتیں اور ایسا حُسنِ سلوک کرتے ہیں کہ آدمی اُن کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اور جب ایک دفعہ پیسے پر قبضہ کرلیں تو پھر آپ اُن کے سامنے جاکر دیکھیں۔ آپ اُن کو نظر بھی آتے ہیں تو اُن کو غصہ آجاتا ہے کہ یہ بدبخت ہوتا کون ہے! مجھے دن رات مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔

وہ پھر گھروں میں بھی جھوٹ بلواتے ہیں۔ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگر فلاں بدبخت شخص دروازہ کھٹکھٹائے تو کہہ دو کہ ہمارا باپ گھر پہ ہے ہی نہیں۔ اُن کے لئے جو نیک ہے، وہ بدبخت ہو جاتا ہے۔ اور جو خود بدبخت ہے، گھروں میں چھپنے اور نیکوں سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ سارے گندگی کے ایسے پہلو ہیں جن کو لے کر ہم اگلی صدی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ان کو لے کر داخل ہوں گے تو پھر اگلی صدی سے خیر کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ غیر تو ہم سے خیر کی توقع نہیں رکھ سکتیں۔ اس لئے اس جہاد میں مصروف ہو جائیں اور اگر آپ اس جہاد میں مصروف ہو جائیں گے تو تضاد کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گی ایک طرف آپ کو غیر مسلم کہنے والے دن بدن، اسلامی قدروں سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک طرف جن کو غیر مسلم کہا جا رہا ہے وہ دن بدن اسلام کا ایک خالص اور ٹھیٹھ نمونہ بن کر دُنیا کے سامنے اُبھر رہے ہوں گے۔

خدا ان دونوں قسم کے لوگوں کو کس طرح دیکھے گا؟ اور بالآخر دُنیا کے ضمیر کے اندر، جو خدا نے سچائی پیوستہ کر دی ہے جسے کوئی اُکھیڑنا بھی چاہیے تو اکھیڑ نہیں سکتا۔ اُس سچائی کا کیا فیصلہ ہوگا۔

یہ باتیں جب اکٹھی ہو گئیں

تو پھر وہ عظیم انقلاب برپا ہو جائے گا آپ کی فتح اور غلبہ کا۔ جسے دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

پس آج اس جمعے میں ان باتوں پر فوری عمل کرنے کا وقت تو نہیں ہے کیونکہ جمعہ کے دوران تو آپ بات بھی نہیں کر سکتے اور خاموش بیٹھے رہیں گے۔ لیکن نیتوں کا اور فیصلوں کا وقت ضرور ہے۔ اور جن تک یہ بات بعد میں بھی پہنچے، ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کے لئے بھی وہ وقت، جمعۃ الوداع کی برکتوں کا وقت بنا دے۔ جب یہ بات سُن رہے ہوں، خدا اُن کے دل میں بھی اسی قسم کی مضبوط نیکی کی تحریک پیدا کر دے۔ اور پھر اُن کو تقویت عطا فرمائے۔ یہ چار باتیں تھیں جو آج میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ

کے فضل کے ساتھ جہاں تک خدا آپ کو توفیق عطا فرماتا ہے آپ ان پر عمل کریں گے اور ان پر آگے عمل کروائیں گے۔ اور عمل کروانے کے لئے ایک دُھن لگائیں گے۔ جس طرح کہ مسیحؑ کے حواریوں کو دُھن لگ گئی تھی۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ کتنی تیزی کے ساتھ جماعت اور بھی زیادہ ترقیوں کی طرف بڑھنے لگے گی۔ آخر پر دُعا کے متعلق مَیں صرف اتنا عرض کروں گا کہ

جو احمدی بیچارے مسجدوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں

بڑے مظلوم ہیں۔ اُن کا بھی دل چاہتا ہے کہ وہ عبادتوں کے لئے اکٹھے ہوں۔ سب سے زیادہ تو وہ ہی اکٹھے ہونیوالے تھے اُن کے لئے جگہ نہیں چھوڑی گئی۔ جہاں اُن کا اور اُن کی عبادتوں کا تعلق ہے اُن کو تو مَیں یہ پیغام دیتا ہوں اور حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ پیغام دیتا ہوں کہ خدا نے تمہارے لئے زمین کا چپہ چپہ مسجد بنا دیا ہے۔ بالکل غم اور فکر نہ کرو۔ تمہاری عبادتیں جہاں بھی کر رہے ہو پہلے سے زیادہ مقبول ہو رہی ہیں۔ لیکن وہ جنہوں نے اُن کو محروم کیا ہے اُن کی بدبختی کا تصور کریں۔ اُن کی عبادتیں کہیں بھی مقبول نہیں ہو رہیں وہ لازماً مردود ہو چکی ہیں۔ اس لئے اپنی دعاؤں میں ان مظلوموں کو بھی یاد رکھیں۔ کہ خدا اُن کے دل کے درد کو دُور کرنے کا انتظام فرمائے اُن کے اکٹھا ہونے کا انتظام فرمائے اور اُن کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔ اُن کے دلوں کو حوصلہ اور ڈھارس دے۔ اُن کے صبر کا مرتبہ بلند فرمائے۔ ان کے اندر راضی برضا ہونے کا حوصلہ پیدا فرمائے۔ یہ بڑی مزیدار بات ہے لیکن بے حوصلے کو نصیب نہیں ہوا کرتی۔ تو اُن کے لئے خصوصیت سے یہ دُعا کریں اور جنہوں نے اپنا مقدر تباہ کر لیا ہے مسجدوں پر حملے کر کے اُن کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو عقل دے پیشتر اس کے کہ وہ مریں خدا اُن کو ہدایت عطا فرمائے اور اُن کو بدنصیبی کی حالت میں موت نہ دے۔

خطبہ ثانیہ :۔

جمعے کی نماز کے بعد مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھی جائے گی۔ ایک عبدالستار خان صاحب ایڈووکیٹ سرگودہا ہیں جو ہمارے چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ کی بیگم کے بھائی تھے۔ خاموش طبیعت تھے مگر بہت نیک اور مخلص تھے۔ پچھلے کچھ عرصہ سے کافی بیمار چلے آ رہے تھے مجھے ان کا خط بھی ملا تھا۔ جس میں یہ تاکید تھی کہ مَیں اُن کی نماز جنازہ پڑھوں۔ اسی طرح ہمارے سیالکوٹ کے ایک مخلص خواجگان کا خاندان ہے۔ خواجہ عبدالرحمٰن کے بیٹے خواجہ سرفراز احمد اور اُن کے دیگر بھائی خدا کے فضل سے جماعت کے کاموں میں بہت پیش پیش ہیں۔ اور یہ گھر مہمان نوازی کے لحاظ سے سیالکوٹ میں ایک خاص مقام رکھتا ہے تو خواجہ سرفراز احمد کی والدہ جو موصیہ تھیں وفات پاگئی ہیں۔ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ منشی سلطان احمد صاحب منڈیر کی گورایہ ضلع سیالکوٹ ہمارے شریف خالد صاحب جو پروفیسر ہوا کرتے تھے اور آجکل ربوہ میں ایڈووکیٹ ہیں اُن کی نسبتی بہن ہیں جو حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے جنازے میں شرکت کے لئے آ رہی تھیں راستے میں بس کے حادثے میں شہید ہو گئیں۔ مکرمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم وفات پاگئی ہیں۔ جو لوگ قادیان کے ہیں اُنہیں یاد ہو گا کہ مولوی صاحب زود نویس تھے اور ایسے کہ نہ اُن کی زندگی میں اُن جیسا کوئی زود نویس دیکھا گیا نہ اُن کے بعد پھر کوئی نصیب ہوا۔ وہ اکیلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ساری تقریریں لکھتے تھے۔ پہلے تو وہ لکیریں ہی نظر آتی تھیں مگر وہ تمام کی تمام تقریر کم و بیش من و عن اچھی طرح صاف کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں ریکارڈنگ وغیرہ تو ہوا نہیں کرتی تھی۔ لوگ خود ہاتھ سے لکھتے تھے اور مولوی محمد یعقوب صاحب آٹھ آٹھ نو نو گھنٹے کی تقریریں لکھ لیتے

ہوتے تھے اور اِلّا ماشاءاللہ بغیر غلطی کے اُس کو پھر دوبارہ اُسی حالت میں پیش کر دینا حیرت انگیز معجزانہ کام تھا۔ آخری عمر میں اتنا لمبا عرصہ کام کرنے کی وجہ سے اُن کے ہاتھ کی طبعی شکل میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ بڑے مخلص، نیک اور فدائی آدمی تھے۔ ان کی اہلیہ نے اب وفات پائی ہے۔ ایک کوئٹہ مومن کے دو میاں بیوی جو بہت مخلص تھے۔ یکے بعد دیگرے بہت تھوڑے عرصے میں انہوں نے وفات پائی ہے ہمارے عبدالحمید صاحب غازی جو انگلستان کی جماعت کے معروف خدمت کرنے والے ہیں یہ ان کے عزیز تھے۔ اقبال بیگم اور شیخ مشتاق احمد صاحب یہ دونوں بہت تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہی ایک دوسرے کے بعد فوت ہو گئے۔ پھر ایک ڈاکٹر محمد حسن صاحب ہومیو پیتھ لاہور میں ان کے متعلق بھی عبدالحمید صاحب غازی کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ ان کو میں بھی جانتا ہوں۔ بڑے نیک اور خدمت کرنیوالے آدمی تھے کچھ عرصہ پہلے ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ یہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ شیخ محمد اقبال صاحب شیخ محمد حنیف صاحب کے بھائی فوت ہو گئے ہیں۔ یہ بھی بڑے مخلص خاندان کے فرد تھے اور بڑے نیک اور خوش خلق تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر صادق احمد صاحب بنگالی کنری سندھ کے ہیں جماعت سے بڑی محبت کرنیوالے مخلص اور نیک شخص تھے۔ سعید الدین احمد ابن حمید الدین صاحب جرمنی صرف ۸ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ حمید الدین صاحب نے لکھا ہے کہ اُن کا بچہ سوتے میں فوت ہو گیا یہ ایک بہت RARE بیماری ہے۔ بظاہر وہ بچے صحت مند تھا۔ اس لئے ماں باپ کے لئے غیر معمولی صدمے کا موجب ہے۔ تو ان سب کی نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد ہو گی۔

عید کے متعلق وقت کا اعلان امام صاحب نے کر دیا ہو گا۔ انشاءاللہ نمازِ عید 3-15 بجے صبح اسلام آباد میں ہو گی۔ جہاں تک جمعے کا تعلق ہے مَیں نے تمام احادیث اور فقہی آراء اکٹھی کیں اور بڑی تفصیل سے ان کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کیا ایک ہی ایسا موقعہ آیا جس میں

جمعہ اور عید اکٹھے

جمعے یا ایک سے زیادہ مواقع آئے۔ اگر ایک ہی موقع آیا تو پھر مستند روایات کے بموجب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے علاوہ خود جمعہ پڑھا۔ اور باہر سے دور سے آنیوالوں کو رخصت دی۔ اور مقابلۃً غیر مستند اور دور کی روایات سے دو قسم کی شکلیں سامنے آ رہی ہیں۔ ایک یہ کہ آپؐ نے عید کے ساتھ ہی جمعہ پڑھا اور پھر اُس وقت نماز ظہر بھی نہیں پڑھی گئی۔ اور ایک یہ کہ نماز ظہر پڑھی گئی مگر جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عید اور جمعہ اکٹھے ہونے کا ایک ہی موقعہ آیا تو پھر یہ باقی ساری روایتیں ناقابل اعتماد ہیں اور سب سے زیادہ وزن دار روایت وہی ہے جس کو مَیں نے پہلے بیان کیا ہے۔ اور اگر ایک سے زائد جمعہ ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعے پر ایک موقف اختیار فرمایا ہو اور دوسرے جمعے کے موقعے پر دوسرا موقف اختیار فرمایا ہو۔

چونکہ یہ بات ابھی قابل تحقیق ہے اس لئے ہم اسی مستند روایت پر ہی عمل کریں گے۔ یعنی اسلام آباد میں عید ہو گی اور جو دور سے آنے والے ہیں اور جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت فرما دی کہ وہ بے شک جمعے میں شامل نہ ہوں۔ اُن کا جمعہ عید کے ساتھ ہی ہو جائے گا۔ لیکن ہم یہاں جمعہ پڑھیں گے۔ لیکن مختصر یعنی مسنون خطبے کے بعد چند کلمات کہہ کر ختم کر دیا جائے گا۔ اس لئے اس میں اس علاقے میں رہنے والے دوست شامل ہو سکتے ہیں۔ یا جو نمازِ ظہر میں شامل ہوتے ہیں صرف وہ شامل ہوں جو دُور سے آنے والے ہیں اُن کو خدا اور رسولؐ نے رخصت دیدی ہے

مگر اگر وہ کہیں جمعہ میں شامل ہونا چاہیں تو اُن کو روکا بھی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے مرکزی جمعہ یہیں کا یعنی مسجد فضل لندن کا کافی ہے۔ اسلام آباد میں جو لوگ کھانا کھا رہے ہوں گے اور ادھر اُدھر پھیلے ہوئے ہوں گے اور دیگر مشاغل میں مصروف ہوں گے تو اگر جمعہ کی اذان ہو اور وہ نہ شامل ہوں تو اپنے آپ کو مجرم محسوس کریں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہاں ظہر کی نماز ہی پڑھی جائے اُن کا جمعہ بھی ساتھ ہی شمار ہو گا مگر ہم اس مرکزی مسجد میں جمعہ ادا کریں گے۔

خدام الاحمدیہ یورپ کا سالانہ اجتماع بقیہ صفحہ اوّل

ہالینڈ تشریف لائے۔ جرمنی سے ہالینڈ آتے وقت حضور کا استقبال خدام الاحمدیہ کے وفد جس میں نیشنل قائد ہالینڈ مکرم مبشر احمد صاحب شامل تھے نے کیا۔ ان کے علاوہ امیر جماعت ہالینڈ مکرم ہبت النور صاحب مشنری انچارج مکرم مولانا عبد الحکیم صاحب اکمل اور مولوی حامد کریم صاحب بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔

مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک حضور انور اجتماع گاہ میں تشریف لائے۔ اس موقعہ پر تمام نیشنل قائدین نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے تمام نیشنل قائدین کو شرف مصافحہ عطا فرمایا جس کے بعد پرچم کشائی کی۔ اس موقعہ پر خدام نے نعرے لگا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا اور پھر حضور نے دُعا کروائی۔

خطبۂ جمعہ نماز جمعہ سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے فرمایا یہ دن ہالینڈ کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ جب ہالینڈ کی تاریخ لکھی جائے گی تو یہ دن یقینی طور پر اس میں ریکارڈ کیا جائے گا۔ نیز آپ نے خدام کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔ آپ اسلام کے سفیر بن کر یہاں آئے ہیں۔ اس لئے اس سفارت کے حقوق کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اپنے مقدر بنائیں ان سے خوبیاں سیکھ کر اور ان کے مقدر بنائیں ان کو خوبیاں سیکھا کر۔

مہمانانِ کرام اور نمائندگان کی آمد مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز ایمسٹرڈم پہنچے آپ کا استقبال مکرم نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ اور مکرم حامد کریم محمود مبلغ سلسلہ نے کیا۔

یورپ کے ۱۱ ممالک سے پونے سات سو افراد کی آمد نے اجتماع گاہ میں چہل پہل کر دیا اور اجتماع کی رونق پورے آب و تاب سے نمایاں ہو گئی۔ درجن بھر کے قریب خدام نے اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی سائیکلوں پر اجتماع میں شرکت کی۔ چنانچہ جرمنی سے آٹھ خدام اور ہالینڈ سے تین خدام سائیکلوں پر تشریف لائے۔ دیگر یورپین ممالک سے شرکت کرنے والے خدام و اطفال و انصار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ملک	خدام	اطفال	انصار	میزان
مغربی جرمنی	۲۷۹	۱۷	۲۱	= ۳۱۷
انگلینڈ	۷۸	۲۰	۸	= ۱۰۶
ہالینڈ	۷۰	۱۳	۷	= ۹۰
بلجیم	۹	۳	۱	= ۱۳
فرانس	۱۰	۱	۲	= ۱۳
ڈنمارک	۸	۳	۱	= ۱۲
سویڈن	۲	۱	-	= ۳
ناروے	۲	-	-	= ۲
آسٹریا	۲	-	-	= ۲
سپین	۱	-	-	= ۱
سوئٹزرلینڈ	-	-	۱	= ۱
کل میزان	۴۶۱	۵۸	۴۱	= ۵۶۰

ان کے علاوہ ۵۰ لجنات و ناصرات ۱۰ مہمانانِ خصوصی اور ۵۵ مقامی ڈچ افراد نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔

ورزشی مقابلہ جات خدام الاحمدیہ کی دیرینہ روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ کرکٹ۔ (مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ) فٹ بال۔ والی بال لمبی چھلانگ۔ کلائی پکڑنا۔ دوسو میٹر کی دوڑ۔ ایک ہزار میٹر کی دوڑ وغیرہ شامل تھے۔

اطفال الاحمدیہ نے بھی اپنے ورزشی مقابلہ جات کروائے جن میں معیار کبیر اور معیار صغیر کے علیحدہ علیحدہ مقابلہ جات کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات میں فٹ بال۔ ۱۰۰ میٹر دوڑ۔ چار سو میٹر دوڑ۔ لمبی چھلانگ۔ تین ٹانگ دوڑ۔ وغیرہ شامل ہیں۔

مندرجہ بالا مقابلہ جات میں خدام و اطفال نے کثیر تعداد میں حصہ لیا۔ ان مقابلہ جات کے علاوہ کبڈی کا ایک نمائشی میچ بھی منعقد کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس موقع پر ازراہِ شفقت تشریف لا کر میچ دیکھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر یہ میچ جو جرمنی بمقابلہ یورپ ہوا۔ دونوں ٹیموں کے نام رکھے گئے جرمنی کی ٹیم کا نام "ناصر باغ" اور دوسری ٹیم کا نام "بیت النور" رکھا گیا۔ اس میچ میں جرمنی کی ٹیم کامیاب رہی۔

علمی مقابلہ جات اجتماع خدام الاحمدیہ میں جہاں خدام و اطفال نے نماز تہجد اور دوسرے تربیتی پروگراموں میں حصہ لیا وہاں علمی مقابلہ جات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ جو مقابلہ جات منعقد کئے گئے ان میں تلاوت قرآن کریم۔ اذان۔ نظم۔ تقریر (اردو۔ جرمن۔ انگریزی) عام دینی معلومات۔ وغیرہ شامل ہیں۔

اطفال میں معیار کبیر اور معیار صغیر کے لحاظ سے مقابلہ جات ہوئے جن میں تلاوت قرآن کریم۔ نظم۔ اذان۔ پیغام رسانی۔ مشاہدہ معائنہ۔ تقریر۔ عام دینی معلومات وغیرہ شامل ہیں۔

تبلیغی پروگرام اس سال اجتماع خدام الاحمدیہ میں ایک اور تاریخی واقعہ وہ تبلیغی پروگرام ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص ہدایات کے مطابق تیار کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے مطابق ہالینڈ میں ۷۰ مختلف مقامات جن میں ۱۰ بڑے شہر بھی شامل ہیں ۱۷۵ مستعد خدام و انصار اور اطفال نے نصف لاکھ کے قریب اس موقع کیلئے خاص طور پر ڈچ زبان میں تیار کیا ہوا فولڈر تقسیم کیا۔ اسی دوران قرآن مجید کے نسخے اور دوسرا لٹریچر بھی فروخت ہوا اس موقعہ پر ہمارے ایک تبلیغی سٹال پر جو شہر Amersfoort میں لگایا گیا تھا ہالینڈ کے قومی ریڈیو نے ہماری ایک ڈچ احمدی خاتون مسز ماہر حمید صاحبہ کا ۲۰ منٹ کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا جو بعد میں نشر ہوا۔ اس کے بعد بہت سے افراد نے رابطہ قائم کیا اور مزید معلومات حاصل کیں۔ الحمد للہ۔

پریس اور ریڈیو اجتماع کے موقعہ پر تین ریڈیو کی تنظیموں سے رابطہ ہوا۔ اور پانچ اخبارات نے حضور کا انٹرویو اور دیگر خبریں شائع کیں۔

۱۔ انٹرویو مکرم عبد الحکیم اکمل صاحب مشنری انچارج ہالینڈ LON ریڈیو۔

۲۔ انٹرویو مسز ماہر حمید صاحبہ NATIONAL ریڈیو۔

۳۔ LYLE SIAD ریڈیو نے رابطے کا وعدہ کیا۔

مندرجہ ذیل اخبارات نے اجتماع کی خبر شائع کی۔

۱۔ VELEUNSCOURANT۔ اس اخبار نے حضور کا نہایت دلچسپ انٹرویو شائع کیا۔

۲۔ ZOWLLES COURANT

۳۔ REFORMATISCH DAGBLAD

۴۔ NUNSPEET VOORUT

۵۔ NUNSPEETER COURANT

دو مجالس شوریٰ کا انعقاد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت ۲ مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ پہلی مجلس شوریٰ اجتماع ہال میں منعقد ہوئی جس میں تقریباً ایک صد افراد نے حصہ لیا۔ اس مجلس میں مختلف مجالس کی طرف سے پیش کردہ تجاویز پر بحث ہوئی اور صدر صاحب نے مناسب رہنمائی فرمائی۔ دوسری مجلس شوریٰ دفتر خدام الاحمدیہ میں منعقد ہوئی جس میں نیشنل قائدین کے علاوہ قائدین مجالس نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر صدر صاحب نے دعوت الی اللہ سکیم پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے بہت سے امور پر نیشنل قائدین کی رپورٹ سُنی اور ضروری ہدایات دیں۔

تقسیم انعامات اور خطاب محترم صدر مجلس مرکزیہ نے اجتماع کے تیسرے دن مورخہ ۱۴ کو اجتماع گاہ میں تشریف لا کر دوم سوم آنے والے خدام و اطفال کو انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد صدر صاحب نے بڑی محبت سے خدام و اطفال سے خطاب کیا۔ آپ نے پاکستان

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۴ پر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء (آخری قسط)

اسلام میں عورتوں کے سماجی حقوق

(یکساں سول کوڈ اور سیکولر حکومت)

از مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ

بیوہ کی شادی

سامعین کرام! معاشرہ میں بعض دفعہ ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ خاوند فوت ہو جاتا ہے اور عورت بے سہارا رہ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں بھی اسلام نے اُس کے حقوق کی پوری نگہداشت کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۴۱)

یعنی تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کے حق میں ایک سال تک فائدہ پہنچانے نیز اُن کو گھروں سے نہ نکالنے کی وصیت کر جائیں۔ لیکن اگر وہ خود بخود چلی جائیں تو وہ اپنے متعلق جو پسندیدہ بات کریں اس کا تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

خدا تعالیٰ نے ایک سال کی شرط جو مقرر فرمائی ہے وہ صرف عورت کے فائدہ کے لئے ہے کہ اس عرصہ میں وہ اپنی آئندہ زندگی کے بارے تسلی سے سوچ سکے۔ اور اس سے خاص طور پر وارثوں کو پابند کیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں اُس کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اُس کی ڈھارس بندھانے کا موجب ہوں طعن و تشنیع کر کے اُس کے دُکھ کو بڑھانے والے نہ ہوں۔ عورت پر پابندی صرف ایام عدت تک یعنی چار مہینے اور دس دن گھر میں رہنے کی ہے بعد میں اس حکم سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا اُس کے اختیار میں ہے۔

اسلام نے جس طرح مرد کو اختیار دیا ہے کہ بیوی کے وفات پا جانے کی صورت میں دوسری شادی کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق دیا ہے کہ خاوند کی وفات کے بعد وہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔ اور مسلم سماج کو ان الفاظ سے ترغیب دلائی ہے کہ "وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ (سورۃ النور: ۳۳)

معاشرہ میں بیوہ عورت کی شادی کر دیا کرو۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی وفات کے بعد ساری عمر بے سہارا آہیں بھرتے ہوئے اور اپنے جذبات کچلتے ہوئے ذلّت کی زندگی نہیں گزارتی بلکہ مناسب حال دوسری شادی کر کے اپنی زندگی خوشگوار بنا سکتی ہے۔ اور اس طرح وہ باعزت زندگی گزارنے کا پورا حق رکھتی ہے۔ ورنہ ہندوستان میں خاص کر اعلیٰ ذاتوں میں بیوہ کی شادی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ بیوہ کو نحوست اور دیوتاؤں کے غضب کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس تعلق میں اگرچہ بہت سی اصلاحی تحریکیں چلیں اور بیوہ کی شادی پر خاصا زور بھی دیا گیا اور اب تک یہ موضوع اخبارات کی زینت بنا ہوا ہے لیکن بیوہ کی شادی کا مسئلہ اب تک جوں کا توں موجود ہے۔ چنانچہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۷۱ء کو حکومت ہند کی طرف سے ایک قومی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کے گیارہ ممبروں نے ہندوستان میں عورت کی حیثیت سے متعلق اپنی تحقیق ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت کے سامنے پیش کی تھی۔ اس کا خلاصہ انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ نے اردو میں "ہندوستان میں عورت کی حیثیت" کے نام سے شائع کیا ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ۱۹۵۱ء میں بیواؤں کی تعداد ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ رہی ہے اور ۱۹۷۱ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۲ کروڑ تیس لاکھ ہو گئی۔ اور بیان کیا گیا کہ ہمارے یہاں بیوہ کی جو حالت ہے وہ ہمارے معاشرے کے دامن پر بدنما داغ ہے ہم لوگ بنارس میں ایسی بہت سی بیواؤں سے ملے جو محتاجی کی زندگی بسر کر رہی ہیں جن کو ان کے خاندان کے سب متعلقہ لوگ یہاں چھوڑ گئے ہیں یہ خیرات مانگ کر یا چھوٹے موٹے کام کر کے اپنا پیٹ بھر رہی ہیں (ہندوستان میں عورت کی حیثیت ص ۱۴۴)

لیکن اسلام نے بیوہ کی بھی پوری عزت قائم کی۔ اور خود بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر بیوہ عورتوں سے شادی کر کے مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا۔ اور دوسری طرف اولاد کو یہ تلقین کی کہ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ۔ یاد رکھو ماں کی خدمت کرنے کے نتیجہ میں ہی تم جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔ الغرض اسلام نے عورت کے سماجی حقوق کی جس طرح حفاظت کی ہے اس کی نظیر دنیا کا کوئی ملک اور معاشرہ پیش نہیں کر سکتا۔

اب آخر میں میں دو باتوں کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کو لیکر عموماً اسلام پر اعتراض بھی کیا جاتا ہے اور ان امور کو عورت کی ترقی کے راستہ میں رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے۔

پردہ

ان میں پہلی بات عورتوں کے پردہ کے متعلق ہے۔ معترضین کا کہنا ہے کہ اسلام نے پردہ کی رسم کو جاری کر کے عورت کے ساتھ بے انصافی کی ہے۔ حالانکہ اس تعلق میں بھی اسلام نے نہایت منصفانہ رویہ اختیار کیا ہے کہ گھر عورت کی سلطنت ہے اور محبت اُس کا عصائے شاہی جس کے ساتھ وہ اپنے بچوں پر حکومت کرتی ہے۔ اپنے کاروبار یا دیگر ضروریات کے لئے وہ گھر سے باہر جا سکتی ہے مگر اس کا باہر جانا جاہلانہ طریق پر نہ ہو۔ دُنیا میں ہمیں یہ فطری قانون نظر آتا ہے کہ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اتنا ہی وہ پردوں اور غلافوں میں رکھی جاتی ہے اسی لئے پردہ بھی دراصل عورت کی ناموس کی تکریم اور تحریم کے لئے ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ عورت سوسائٹی میں برائی پھیلنے اور [illegible] کا ذریعہ نہ ہو۔ البتہ مسلمانوں نے بعد میں اسمیں اس قدر سختی اختیار کی کہ عورت کو گویا قید میں باندھ دیا گیا۔ یہ چیز اسلام میں پسندیدہ نہیں۔ اور نہ ہی اسلام یورپ کی طرح مرد اور عورت کا باہم آزادانہ اختلاط پسند کرتا ہے جو انتہائی بھیانک نتائج پیدا کر رہا ہے۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ آج یورپ و امریکہ میں بے پردگی کے نتیجہ میں ہی جنسی بے راہ روی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ حال ہی میں شائع شدہ امریکہ کی ایک رپورٹ اس طرح ہے کہ اس ملک میں ہر روز ہزار ۷۷ بچے پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ۱۲۶۳ ناجائز ہوتے ہیں۔ ہر روز تین ہزار دو سو ۱۲ اسقاط حمل ہوتے ہیں اور ہر روز دو ہزار سات سو ۴ لڑکیاں سن بلوغت سے قبل ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔ اور روزانہ ۶۸ ہزار چار سو ۴۹ کس جیسے سوزاک اور آتشک جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(سہ روزہ دعوت ۴ر اپریل ۱۹۸۴ء)

لیکن اسلامی ممالک میں ان برائیوں کا عشر عشیر بھی آپ کو نہیں ملے گا۔

علاوہ ازیں عورت اور مرد کے کھُلے اختلاط کو آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی نے بھی پسند نہیں کیا۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے تیسرے باب میں درس و تدریس کے جو قواعد بیان کئے ہیں اس میں لکھا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے اسکول الگ الگ دو دو کوس کے فاصلے پر ہوں۔ اور پانچ سالہ لڑکی اور پانچ سالہ لڑکا بھی ایک دوسرے کے پاٹھ شالہ میں نہ جانے دیا جائے۔"

مطلب یہ کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہے تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار، مس کرنے، اکیلے رہنے، بات چیت کرنے، باہم شہوت کا خیال اور شہوانی صحبت ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں۔"

افسوس ہے کہ لوگ بے پردگی کے بدنتائج کو دیکھ کر پھر بھی اسلامی پردہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ورنہ مسلمان خواتین پردہ میں رہ کر بھی سیر و شکار علوم و فنون جنگ اور سیاست میں حصہ لیتی تھیں۔ سُرقہ یوش چاند بی بی کے جنگی کارناموں سے تاریخ ہند مزین ہے۔ گلبدن بیگم، زیب النساء، روشن آراء وغیرہ کے علمی کارناموں کی دھوم ہے تاج بی بی وغیرہ سیاسی اور رفاہ عام کے کاموں کی وجہ سے مشہور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی بیبیاں جنگوں میں، مشوروں میں اور قومی کاموں میں شریک ہوتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ایک جنگ کی کمان کی تھی۔ لیکن پردہ کسی بھی طرح سے نہ تو عورت کے لئے

قید ہوتے اور نہ ہی اُس کی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ ۔

تعدد ازدواج

دوسری بات جسکی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ ہے تعدد ازدواج کا مسئلہ یعنی مرد ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:-

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (سورۃ النساء ع۱)

یعنی تم اپنی من پسند عورتوں سے شادی کرو۔ دو۔ دو۔ تین۔ تین۔ چار۔ چار لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو۔ اس معاملہ میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ اسلام سے قبل ایک مرد جتنی چاہے شادیاں کر سکتا تھا۔ تعداد کی کوئی قید نہیں تھی۔ اسلام نے دراصل اس کثرت ازدواج پر روک لگا کر اسے چار کی تعداد میں محدود کر دیا ہے دوسرے یہ کہ بسا اوقات ایک انسان کو کئی طرح کی مجبوریاں پیش آتی ہیں کہ دوسری شادی کرنا اُس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے مثلاً بیوی دائم المرض ہو اور حق زوجیت ادا نہ کر سکتی ہو یا اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو۔ یا اولادِ نرینہ پیدا نہ ہو رہی ہو۔ بیکس بیواؤں اور یتیموں سے حسن سلوک مقصد ہو۔ صلح و آشتی اور قیام امن کے لئے مختلف خاندانوں سے مراسم کو رشتہ داری کے مضبوط تعلق پر استوار کرنا وغیرہ کئی ایسے مصالح ہو سکتے ہیں لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ ان حالات میں اسلام نے ایک سے زیادہ چار تک شادی کرنے کی صرف اجازت دی ہے۔ ایسا کرنے کا جبری اور لازمی حکم نہیں دیا۔ اور پھر اس اجازت کے ساتھ جو شرائط عائد کی گئی ہیں کہ وہ بھی بڑی کڑی ہیں جو ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ اور وہ یہ کہ تمام بیویوں میں عدل و انصاف اور مساوات کا طریق اختیار کیا جائے۔ کھانے پینے پہننے اور رہائش میں سب کو یکساں بہم پہنچانے اور سب کے جذبات کا یکساں خیال رکھے۔ سب کے لئے برابر باریاں مقرر کرے اگر ان تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی کوئی شخص طاقت نہیں رکھتا اور پھر بھی عدل و انصاف کا خون کرتے ہوئے زیادہ شادیاں کرتا ہے۔ تو یہ یقیناً ظلم کی راہ ہوگی اور اسی لئے اسلام نے کہا ہے کہ تم خود اپنے نفس کا جائزہ لیکر دیکھو کہ کیا تم عدل سے کام لے سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر ایک ہی بیوی کرنی ہے دوسری کی اجازت نہیں ہوگی۔ پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض دفعہ جنگوں کے نتیجہ میں آبادی اتنی کم ہو جاتی ہے کہ ملک کی طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے زیادہ بچے پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران یورپ کے بعض ممالک میں ایسی صورت حال پیش آچکی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی بالکل اجازت ہی نہ ہو تو پھر ایسے مواقع پر ایک عظیم قومی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ ایک عقلی اور مشاہداتی بات ہے کہ ایک مرد کئی عورتوں سے زیادہ اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن ایک عورت کئی مردوں سے زیادہ اولاد پیدا کر ہی نہیں سکتی چنانچہ سنہ ۱۹۲۸ء میں جارج برنارڈ شاہ نے ایک مضمون "شادی کی اصلاح" کے عنوان سے مختلف اخبارات میں شائع کروایا تھا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ:-

"بیویوں کی تعداد کا تعلق کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مردوں اور عورتوں کے تناسب آبادی سے ہے۔ اگر ایک لڑائی میں ملک کے ⅘ مرد کام آئیں تو ہمیں مسلمانوں کے چار نکاح کے اصول پر عامل ہونا پڑے گا۔ تاکہ آبادی پوری ہو۔ عورتوں کو جنگ میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ مرد عورتوں کے حق میں کچھ فراخدلی یا فیاضی سے کام لینا چاہتے ہیں بلکہ عورتوں کی جان کو زیادہ قدر کرنے کا سبب یہی ہے کہ ایسا کرنا لازمی اور لابدی ہے۔ کیونکہ اگر کثیر تعداد میں عورتیں ہلاک ہو جائیں یا جسمانی طور پر بیکار ہو جائیں تو خواہ شادی کے قانون میں کوئی ترمیم بھی کی جائے ملک کی تباہی رُک نہیں سکتی کیونکہ عورت زیادہ خاوندوں کے ساتھ کم اولاد پیدا کر سکتی ہے مگر مرد زیادہ بیویوں کے ساتھ زیادہ اولاد پیدا کر سکتا ہے۔"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز بمبئی سنہ ۱۹۳۲ء صفحہ)

سامعین کرام! اس تعلق میں اصل سوال یہ ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے یا نہیں؟ اگر ہو تو اس کی شرائط اور حدود کیا ہوں؟ موجودہ دور میں اسلام کے تعدد ازدواج کو سخت معیوب سمجھنے والی مغربی تہذیب کا فتویٰ یہ ہے کہ مرد جتنی بھی عورتوں سے چاہے آزاد جنسی تعلق رکھ سکتا ہے۔ طرفہ یہ کہ عورت کی رضامندی کے سوا مرد پر نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ ہی پابندی۔ مگر مرد نکاح کرنا چاہتا ہے تو بس ایک ہی عورت سے کر سکتا ہے دوسری سے نہیں جیسا کہ ہندو کوڈ میں ہے۔ ہاں بیوی بنائے بغیر جتنی عورتوں سے چاہے ناجائز تعلق رکھ سکتا ہے۔ اس صورت میں نہ اس پر عورت کا نان و نفقہ کی ذمہ داری ہوگی نہ پیدا ہونے والی اولاد کی کفالت کی۔ اور نہ ہی وہ اولاد اس کی جائیداد میں حصہ دار ہوگی۔ مغربی تہذیب کے نزدیک یہ صورت عیاشی کی نہیں بلکہ عین تہذیب ہے۔ اور سراسر عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان بدکاری اور آوارگی کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس سے بچنے کے لئے ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت سے شادی کر کے اس عورت کے نان و نفقہ اور رہائش اور اس کی اولاد کی تمام تر ذمہ داریاں قبول کرتا ہے تو مغرب زدہ لوگوں کے نزدیک وہ عیاش اور عورتوں پر ظلم ڈھانے والا بن جاتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں کہ

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تعدد ازدواج کے مخالفین کو امریکہ کی مسز کیمبل نے ان الفاظ میں کھری کھری سنائی ہے کہ:-

"زوج واحد کا ڈھونگ محض ایک دھوکا اور منافقت ہے۔ لاکھوں رنڈیاں جو صرف نیویارک میں ہیں اُن کو ہمارے خاوند بھائی اور باپ ہی کھانے پینے اور پہننے کو دیتے ہیں جو بیوی اور بچوں کا حق ہوتا ہے۔"

بحوالہ ریویو آف ریلیجنز سنہ ۱۹۳۲ء ص

اور یہ بات یورپ اور امریکہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ خود ہمارے ملک میں بھی موجود ہے اور یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ اسلام کے بتلائے ہوئے فطری اصولوں سے روگردانی کی گئی ہے۔ پس ضرورت کے وقت اسلام نے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دے کر ساتھ ہی پابندیاں بھی ایسی لگا دی ہیں کہ جن سے عدل و انصاف بھی قائم ہو۔ اور عورتوں کے حقوق کا بھی تحفظ ہو جائے۔ اگر کوئی عورت اسلامی اجازت سے فائدہ اٹھانے والے مرد کو ظالم سمجھتی ہے تو وہ اُس سے طلاق لیکر علیحدہ ہو سکتی ہے۔ اور اگر کوئی عورت دوسری شادی کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہے تو خاوند بھی اُس کو طلاق دے کر آزاد کر سکتا ہے اسی طرح جس عورت سے مرد دوسری شادی کرنے لگا ہے اگر وہ اپنی سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی اور اس میں اپنی حق تلفی سمجھتی ہے تو اس پر بھی کوئی جبر نہیں وہ مرد سے بیاہ نہ کرے۔ مرد سے شادی کرے۔ وہ اپنا نفع نقصان خود سمجھتی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض کرنا کہ اس سے اعتدال قائم نہیں رہتا اور عورتوں پر ظلم ہے۔ یہ محض تعصب اور فطری حقائق سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اسلام کے تمام احکام عین فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔

پس آج ملک میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا جو مطالبہ زور پکڑ رہا ہے اور پارلیمنٹ بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔ اگر اس کا منشاء یہ ہے کہ اسلامی احکام شریعت کے حسن و کاملیت کو تسلیم کرتے ہوئے تمام بھارت کے لئے ان کے مطابق یکساں قانون عدالت جاری کر دیا جائے تاکہ نہ صرف مسلمان ہی ان حقوق سے بہرہ مند ہوں۔ بلکہ بھارت کی ساری جنتا ہی اس سے مستفید ہو سکے اور کسی کی کسی رنگ میں بھی حق تلفی نہ ہو تو ہم اور ہمارا مسلم معاشرہ اس کا پرجوش استقبال کرے گا لیکن اگر مسلم پرسنل لا میں مداخلت کر کے اس کو موقوف کر کے ایک علیحدہ یکساں سول کوڈ جبراً نافذ کر دیا جائے اور مسلمانوں کو اُن کے قانون شریعت پر عمل کرنے سے روک دیا جائے تو یہ بات مسلم معاشرہ کے لئے نہ صرف یہ کہ ناقابل برداشت ہوگی بلکہ اس سے عدل و انصاف کا خون ہوگا۔ سیکولرزم کی دھجیاں بکھر جائیں گی اور کوئی بھی اقلیت اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے دانشوروں۔ سیاستدانوں اور لیڈروں کی صحیح رنگ میں راہنمائی فرمائے کہ وہ ملک میں امن و امان قائم کرنے والے، ملک کو خوشحالی کی منزل تک لے جانے والے، مفاد عامہ کا خیال رکھنے والے اور اقلیتوں کے محافظ بن جائیں تاکہ ساری دنیا میں ہمیشہ ہمارے ملک کا نام اونچا رہے۔ آمین ۞

ختم شد

بدر کی اعانت
آپکا قومی فریضہ ہے
مینیجر بدر

خدام الاحمدیہ یورپ کا سالانہ اجتماع (بقیہ صفحہ ۱۱)

میں دورِ ابتلاء کی درد انگیز داستان سنانے کے بعد یورپ کے خدام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اب یورپ کے خدام کو اپنی ذمہ داری سنبھال لینی چاہیئے اور جو کام پاکستان میں بیٹھے ہوئے خدام نہیں کر سکتے وہ آپ کو کرکے دکھانا چاہیئے۔ صدر صاحب موصوف نے امامِ وقت کی دل و جان سے پیروی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جو باتیں حضور آپ کو بتا سکتے ہیں سمجھا سکتے ہیں وہ اس وقت کوئی اور نہیں بتا سکتا۔ لہٰذا سب خدام کو چاہیئے کہ وہ امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہیں اور اپنے عہد کو پورا کرکے دکھائیں۔

حضور پُرنور کی مجلس علم و عرفان

مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۸۷ء بروز ہفتہ جو اجتماع کا دوسرا دن تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع گاہ تشریف لاکر مجلس عرفان میں خدام و اطفال کے سوالات کے بصیرت افروز جوابات ارشاد فرمائے جو احمدیہ بلیٹن ہالینڈ جولائی ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

امتیازی انعامات

جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ دوم سوم آنے والے خدام و اطفال کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے انعامات تقسیم کئے جبکہ اوّل آنے والے خدام و اطفال کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ ان کے علاوہ چند خصوصی انعامات بھی حضور نے اپنے دستِ مبارک سے تقسیم فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع کے اختتام پر بصیرت افروز خطاب فرمایا جس کا متن احمدیہ بلیٹن ہالینڈ جولائی ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور کے خطاب کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ "اگر تم خدا تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ رکھنے والے لوگ واقعی اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تمہارے جسم میں نور کے نشان ظاہر ہونے چاہئیں اگر واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہو اور واقعتًا اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو چاہیئے تمہارا فیض تمہارے ساتھیوں کو پہنچتا رہنا چاہیئے"

قارئین سے اس اجتماع میں شامل تمام افراد کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجتماع کی برکتوں سے فیض یاب کرے۔ (آمین)

ضروری ہدایات

بابت

انتخاب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان بھارت

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان بھارت کے انتخاب کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ پانچ سال یعنی دسمبر ۱۹۸۷ء سے دسمبر ۱۹۹۲ء تک کے لئے انتخاب کی کاروائی انشاء اللہ العزیز اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۷-۱۲-۸۷ء کو مجلس شوریٰ میں عمل میں آئے گی۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات مدنظر رکھنی ضروری ہیں۔

۱۔ صدر لجنہ مرکزیہ قادیان کا قادیان میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہے۔

۲۔ تین نام قادیان سے انتخاب کرکے تمام لجنات کو بھجوا دیئے جائیں گے۔ ہر لجنہ اپنی تمام ممبرات سے اجلاس عام میں ووٹ لے کر تجویز شدہ نام نمائندہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ پر بھجوائیں۔

۳۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ انتخاب اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہندوستان بھر سے اس موقعہ پر بھارت کی لجنات کی ممبرات مرکز میں تشریف لاتی ہیں امید کی جاتی ہے کہ اس سال ہر لجنہ کم از کم ایک نمائندہ شرکت کے لئے ضرور بھجوائے گی۔

۴۔ اگر کسی وجہ سے کسی لجنہ کی نمائندہ انتخاب کے موقعہ پر شرکت نہ کر سکے تو ایسی لجنہ اپنی رائے تحریری طور پر بذریعہ رجسٹری ۱۰ر نومبر ۱۹۸۷ء تک دفتر لجنہ مرکزیہ کے پتہ پر ضرور بھجوا دیں۔

۵۔ ہر لجنہ اپنی ممبرات کی تعداد کے لحاظ سے ہر پچیس ممبرات پر ایک نمائندہ چن کر بوقت انتخاب مرکز میں بھجوا سکتی ہے۔ بیرون قادیان لجنات سے اگر ممبرات کی تعداد کے مطابق زیادہ نمائندگان نہ آسکتی ہوں تو اس موقع پر کم از کم ایک نمائندہ ضرور آئے۔

۶۔ بیرون قادیان لجنات جس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوائیں اسے اپنی لجنہ کی رائے سے آگاہ کر دیں تاکہ انتخاب کے موقعہ پر وہ اس ممبر کے حق میں ووٹ دے جس کے بارے میں اس کی لجنہ نے فیصلہ کیا ہو۔ اس نمائندہ کی اپنی ذاتی رائے نہیں ہونی چاہیئے۔

۷۔ ہر نمائندہ کے پاس اپنی صدر لجنہ مقامی کی تصدیق بھی ہونی چاہیئے کہ وہ اس لجنہ کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کر رہی ہے ایسی تصدیق کے بغیر اس کو شرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

خاکسار

امۃ القدوس

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان بھارت

امتحان دینی نصاب اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین کرام مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اطفال الاحمدیہ بھارت کا امتحان دینی نصاب ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال، بدر اطفال ماہ اگست کے دوسرے عشرہ کی بجائے اب ماہ اگست کے آخری عشرہ میں ہوگا۔

جملہ قائدین کرام و ناظمین اطفال سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس دینی امتحان میں شامل کریں۔ اور لائحہ عمل میں مقرر شدہ نصاب کی پوری پوری تیاری کرائیں۔ امید ہے کہ جملہ قائدین و ناظمین اطفال اس طرف خصوصی توجہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

امتحان دینی نصاب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۱۳۶۶ ہش/۱۹۸۷ء کے امتحان دینی نصاب کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب "نبیوں کا سردار" (از دیباچہ تفسیر القرآن) بطور نصاب مقرر کی گئی ہے۔ یہ امتحان ۲۰ر ستمبر بروز اتوار ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کثرت سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھیں اور اس دینی امتحان میں بکثرت شامل ہوکر علمی و دینی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کریں۔ تمام عہدیداران جماعت مبلغین کرام اور معلمین صاحبان احباب جماعت کو امتحان دینی نصاب کی اہمیت و فوائد سے روشناس فرما دیں۔ اور امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء مع ولدیت نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواستِ دعا

مکرم مبارک احمد صاحب ڈاڈی پرورہ تحریر کرتے ہیں کہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رہنے اور پریشانیوں کے ازالے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

ولادت

صداقت احمدیت کا روشن نشان

ماہ فروری میں مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب ساکن موضع عنادہ (یوپی) اوران کے اہل عیال بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب کی اہلیہ نے بیعت کرنے سے قبل خاکسار کی اہلیہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کو تب سچا مانوں گی جب اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے۔ اس سے قبل اُن کی چھ بیٹیاں تھیں۔ خاکسار کی اہلیہ نے جواب دیا کہ اگر آپ بھی اپنے شوہر کی طرح باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں تو ہم لوگ امام جماعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کریں گے۔ انشاء اللہ آپ کو جماعت احمدیہ کی برکت اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے اس مرتبہ بیٹا عطا ہوگا۔ چنانچہ ان کی بیعت کے بعد حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیت کی صداقت اور حضور پرنور کی قبولیت دعا کے نشان کے طور پر مورخہ ۲۰؍ ہ کو ان کے ہاں چھ لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا تولد ہوا جس کا نام "عبدالرحمٰن خان" تجویز کیا گیا۔ اس خوشی میں مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ ۳۰۰/- روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی عمر دراز عطا کرے نیک صالح وخادم دین بنائے اور نومبائعین کو استقامت عطا کرے آمین۔

(خاکسار تنویر احمد خادم مبلغ سلسلہ شاہجہانپور۔ یوپی)

اعلانات نکاح

(۱)۔ خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم نعیم اللہ امینی سلمہٗ کا نکاح عزیزی ذکیہ سلطانہ سلمہا بنت کریم مسعود احمد صاحب کے ساتھ پانچ صد برٹش پاؤنڈ حق مہر پر زعیم انصار اللہ بریڈفورڈ (انگلینڈ) محترم مشتاق احمد صاحب نے ۲۶ کو پڑھا۔ اور ۲۸ کو تقریب شادی عمل میں آئی بطور شکرانہ اعانت بدر میں پانچ برٹش پاؤنڈ ادا کر کے خاکسار خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا کرتا ہے۔

خاکسار محمود احمد امینی بریڈفورڈ (انگلینڈ)

(۲)۔ مورخہ ۲۲ کو عزیزہ نورجہاں بیگم سلمہا بنت مکرم عبدالغنی صاحب عجیب شیر تیاپوری کا نکاح عزیز مسیح الدین سلمہٗ ابن مکرم معین الدین پٹیل صاحب یادگیری کے ساتھ چھ ہزار ایک سو ایک روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب (یرد) بھکشو درویش نے پڑھا۔ اس تقریب میں احباب جماعت کے علاوہ بہت سے غیراز جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ مکرم مولوی صاحب موصوف نے مناسب موقعہ فلسفۂ نکاح پر روشنی ڈالی جسے سامعین نے بے حد پسند کیا فریقین نے اس خوشی میں ۲۵ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں قارئین سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار:۔ شفیق احمد تیاپوری (کرناٹک)

حدیث شریف

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

(طالب دعا)

AUTO WINGS,

13-SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS-600004

PHONES 76360 / 74350

آٹو ونگس

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475 / RESI. 273903

CALCUTTA-700073.

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ و بچار

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCY

PLOT NO 6, GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OFF. CIGARETTE FACTORY

ANDHERI (EAST)

PHONS OFFICE 6348179 / RESI. 629389

BOMBAY-400099.

ھو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں

معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر:۔ ۶۱۷۰۲۹)

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈرلیسر بدیہ میدان روڈ بھدرک ۔ ۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر ۔ 294

میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں

ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

NO. 75, FARAHCOMMERCIAL COMPLEX
J.C-ROAD, BANGALORE-560002.
PHONE NO- 228666.

محتاجِ دعا:- اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این روڈ لائٹنز اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

گولڈ لک الیکٹرانکس	احمد الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)	کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد ۔ (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو ۔ ٹی وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے (کشتی نوح)

پیشکش:- ROYAL AGENCY

PRNTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANOORE - 670001. PHONE NO. 4478

HEAD OFFICE P.O. PAYANGADI 670303 (KERALA)

PHON-NO. 12.

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002
PHON NO 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ششم)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ) نمبر ۲۴/۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر ۔ ۴۲۲۹۱۶)

نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے

(ملفوظات جلد ۳ ص۲۲۱)

MIR®

CALCATTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!